نبیلہ ابر راجہ

بہتا ہوا لمحہ

"آخر آپ کے اس طرح رونے کا مطلب کیا ہے یہی ناکہ اس گھر میں آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں میں اور میرے گھر والے جنگلی درندے ہیں۔ میں اجڈ اور اوباش ہوں۔ آپ کے ساتھ میرا رویہ بہت تھرڈ کلاس ہے۔ میں نے ظلم و ستم کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ ہے ناں یہی بات۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں سے چپکائے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے تیز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے تضحیک آمیز اندازوں پہ نورالصبح کو بڑی کوفت ہوئی۔ اس نے جلدی سے آنسو پونچھے اس کے سامنے رونا اپنی کمزوری اور شکست کا اظہار کرنے کے مترادف تھا اور وہ اسے اتنی جلدی جیتتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کی بد قسمتی کہ راحیل نے اسے روتے دیکھ لیا' وہ اپنے تئیں سب کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر بیٹھی تھی۔ رنو سارا کچن سمیٹ کر گئی تھی۔ وہ اپنے لیے چائے بنانے آئی تھی۔ چائے پیتے ہوئے اس کا ذہن بھٹک کر عثمان احمد کی طرف چلا گیا۔ انھیں اس کے ہاتھ کی بنی چائے بہت پسند تھی۔ بہت شوق اور اصرار سے پیتے تھے۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ سامنے ہوں چائے کی پیالی سے نکلتی بھاپ کے پیچھے وہ اسے نظر آ رہے تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر انہیں چھونا چاہا تو وہ تصور اتی ہیولا یکدم غائب ہو گیا۔ اپنی بے بسی پہ

مکمل ناول

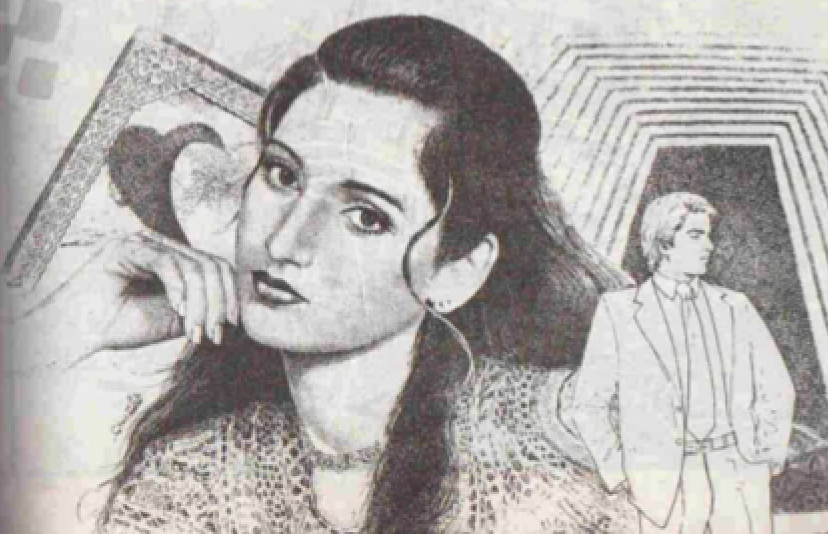

اسے رونا آگیا۔

اتنے میں راحیل بھی ادھر آگیا۔ اسے یوں روتے دیکھ کر اس کے اندر اشتعال کی ایک زبردست لہر اٹھی تب ہی تو وہ طنز پہ طنز کیے جا رہا تھا۔ وہ کہاں تک چپ رہتی کرارا سا جواب دے دیا جس پہ اس کا غصہ دوچند ہو گیا۔

"ساری اکڑفوں دو سیکنڈ میں نکال دوں گا۔ آخر ہو کیا چیز تم اگر ایک تھپڑ ہی مار دیا تو خدشہ ہے کہ یادداشت نہ چلی جائے۔"

نورالصبح کی عزت نفس پہ جیسے گہری چوٹ پڑی وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اتنی کمزور نہیں ہوں میں۔" راحیل کے الفاظ اور انداز تخاطب نے اسے جلتی آگ میں جھونک دیا تھا۔

"آ۔ آ۔ اچھا۔" راحیل نے کھینچ کر لفظ اچھا کو ادا کیا۔

"اپنے آپ میں رہیں تو بہتر ہے۔" نورالصبح دانت پیس کر بولی۔

"آپ اپنے آپ میں کہاں رہنے دیتی ہیں۔ دیکھتے ہی بہکنے لگتا ہوں۔" اس کے الفاظ کا الٹا اثر ہوا۔ راحیل کا لہجہ خمار آلود ہو گیا۔ وہ آگے بڑھ آیا۔ نور دہل کر دیوار کے ساتھ جڑ گئی۔

"بڑے عجیب حالات میں آئی ہیں آپ ورنہ عثمان احمد میں بڑا دم خم تھا۔ انہوں نے تو آپ کو مجھ سے چھیننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ خیر اب تو آپ ہماری ہو چکی ہیں۔ آپ کے والد محترم کے والد بھی ہمیں جدا نہیں کر سکتے۔ کیوں میں سچ کہہ رہا ہوں۔" بولتا ہوا وہ اس کے اور بھی قریب آگیا تو نورالصبح کی ساری بہادری ہوا ہو گئی۔ اب شامت آئی کہ تب' راحیل کے دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں دیوار پہ ٹکے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک آدھ فٹ سے کم فاصلہ تھا۔ راحیل کی ٹی شرٹ میں سے جھانکتے مضبوط مردانہ بازو اس کے کلائیوں اور کندھوں کو چھو رہے تھے۔ نورالصبح کی نظریں اس کے پیروں پہ مرکوز ہو گئیں۔ وہ اس وقت کو کوس رہی تھی جب اس کا سامنا ہوا تھا۔

"ہٹیے سامنے سے۔" اس نے بمشکل ہاتھوں سے اس پہاڑ کو پیچھے ہٹانا چاہا جو آتش روپ دھارنے جا رہا تھا۔

"کیوں آپ کمزور تو نہیں ہیں۔" راحیل کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور اس کا کچھ دیر پہلے جملہ اسی کو لوٹایا۔

"پلیز۔" وہ رو دینے کو تھی۔ راحیل کو اس بس کیفیت پہ بڑا لطف آیا۔ وہ غور سے اسے بال چٹیا کی قید سے آزاد ہو کر یوں دائیں بائیں رہے تھے جیسے کئی روز سے انہیں توجہ نصیب ہو۔ گلابی لبوں کو دانتوں سے کچلتے ہوئے وہ اس باک نگاہوں کو اپنے وجود پہ محسوس کر رہی تھی دل حلق میں دھڑکنے لگا تھا۔

"میں بہک بھی جاؤں تو کیا ہے۔ یہ حسن خشک کو بھی راہ سے بھٹکا سکتا ہے اور میں تو زاہد بھی نہیں۔" نورالصبح نے پوری قوت سے اسے دیا پر اس پہ کوئی اثر نہ ہوا۔

"جتنا دور بھاگیں گی' یہ آگ اور بھڑکے گی۔" اسے بری طرح خوفزدہ کر رہا تھا کیونکہ طاہر اور دونوں گھر پہ نہیں تھے' اسے تو گویا کھلی چھٹی تھی۔ ان کی موجودگی میں وہ جامے میں رہتا تھا۔ ابھی دو ہفتے پہلے کی ہی تو بات تھی۔ تزئین دونوں ایک دعوت میں مدعو تھے' ان کی واپسی رات متوقع تھی۔ نورالصبح اپنے کمرے میں راحیل گھر پہ ہوتا تو وہ خود کو اپنے کمرے تک کر لیتی' طاہر اور تزئین جونہی گھر سے نکلے۔ وہ ناگہانی کی طرح اس کے کمرے میں آدھمکا۔ دوپہر میں خوب سوئی تھی اس لیے اتنی جلدی آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اگاتھا کرسٹی کے پرتجسس ناول میں وہ بری طرح کھوئی ہوئی تھی اس کے بیڈروم میں راحیل نے قدم رکھا۔ وہ تو ڈر گئی پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔

میرا حال چال پوچھنا گوارا نہیں کرتیں مگر طرح بے مروت نہیں ہوں۔ آپ کی معلوم کرنے آیا ہوں۔"

تکلفی سے بیڈ کے ایک سرے پہ بیٹھ گیا۔ کتاب رکھ دی۔ رات کے گیارہ بجنے تمام ملازم سوائے چوکیدار کے اپنے اپنے میں جا چکے تھے' وہ نیم وا آنکھوں سے اسے نورالصبح کے چہرے پہ شکست واضح طور پر تھی۔ راحیل مسکرا دیا' دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کر کے غیر محسوس انداز میں بیڈ سے اتری۔ تھا۔ یکدم ہاتھ بڑھا کر پیچھے سے اس کا اور جست لگا کر اس کے سامنے آگیا۔ کے کھلے بال اس پر بکھر گئے۔

کیا خوشبو ہے۔" وہ اپنا چہرا اس کے کھلے قریب لے گیا۔ نورالصبح تڑپ کر مڑی' اسی راحیل کی جیب میں پڑا ہوا موبائل فون گنگنایا۔ طرف متوجہ ہو گیا تو وہ دوسرے کمرے میں سکینہ کو بھی اٹھا دیا اب وہ خود کو محفوظ تصور کی۔ آج وہ کہاں پناہ لیتی۔ وہ مکمل طور پہ اس میں تھی۔ راحیل یوں ٹلنے والا بھی نہیں لگ خود کو بے یار و مددگار پا کر اس کے آنسو لڑھک آئے۔ کسی انہونی کا خدشہ تو ہر بھی اس کے دل کو بے سکون رکھتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر گڑبڑا گیا۔

مجھے پریشان کر کے آپ کو کیا مل جائے سک لیوی الون۔" اس نے پیچ راحیل کے دونوں ہاتھ جوڑ دیے تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

دوستی کر لیتے ہیں' آپ مجھے میری خامیاں ہیں تو اور میں آپ کو آپ کی غلطیاں بتاؤں جو آپ کرتی رہتی ہیں۔ اس میں صرف نقصان ہے میرا نہیں۔" اس کا جواب صبح اگر دے بھی دیتی تو راحیل سے کے لیے وہ قابل قبول نہ ہوتا' اسٹول پہ بیٹھی وہ سوچوں کے تانے بانے بنتی رہی۔

☼ ☼ ☼

اس کی نظریں بظاہر مائیکل شولوخوف کے ناول the don and quite flows پہ جمی ہوئی تھیں پر ذہن کہیں اور تھا۔ جاتے سورج کی الوداعی کرنیں پورے لان میں بکھری ہوئی تھیں۔ کین کی کرسی پہ نیم دراز وہ کتاب کو گھورے جا رہی تھی۔ راحیل گھر پہ ہی تھا کاشف' سمیر اور فراز بھی آئے ہوئے تھے۔ وہ نئی البم پہ کام کر رہے تھے اس لیے تقریباً روزانہ ایک جگہ اکٹھے ہوتے۔ وہ رات دن کا فرق بھلائے ہوئے تھے' اس وقت بھی چاروں اپنے اپنے کام میں مگن تھے۔ راحیل کی آواز کھلی کھڑکیوں کے راستے اس کے کانوں تک آرہی تھی۔

من ہے پیاسا جیون ہے پیاسا
پیاس کیسے بجھے من کی۔۔۔۔

وہ تینوں اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ "اس ترے میں وائلن کا ٹچ بہت زبردست لگے گا دیکھ لینا۔ پبلک بہت پسند کرے گی۔" سمیر نے مشورہ دیا۔

"ہاں۔ وائلن بڑا رومانوی سا انسٹرومنٹ ہے پھر اس کی جو ویڈیو بنے گی سونے پہ سہاگہ ہو گی۔ ہٹ نمبر "تیری آنکھوں نے کیا ہے پاگل۔" اب بھی ریکارڈ سیل کر رہا ہے۔ لوگ پسند کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس گانے میں جذبوں کا اظہار بڑے سادہ انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کا میوزک بھی بڑا سریلا ہے پھر راحیل کی آواز اور پرسنالٹی رہی سہی کسر پوری کر دیتی ہے۔"

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ "گوری" کو بھی اتنا ہی ہٹ ہونا چاہیے۔" فراز نے تائید کی۔ وہ بہت پرجوش ہو رہا تھا۔

"ہٹ کیوں نہ ہو گا' ڈوب کر گایا ہے' اس نے کیونکہ پس پردہ دل کا معاملہ تھا۔" کاشف نے راحیل کو چھیڑا جو بہت سست اور بیزار لگ رہا تھا تینوں نے بغور

اس کا جائزہ لیا تو وہ سر جھٹک کر از سرِ نو اپنی توانائی ایک جگہ مرکوز کرنے لگا۔

"چلو کام شروع کریں۔" راحیل نے گانے کے بولوں پہ نگاہ دوڑائی اور انہیں اشارہ کیا، وہ اپنی اندرونی کیفیت چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ بچے نہیں تھے جو کچھ نہ پاتے۔ اس کی رگ رگ سے وہ واقف تھے۔ اس وقت بھی محسوس کر رہے تھے کہ اس کا دھیان کہیں اور ہے۔

ساون اب کے برس بھی آیا تھا
بوندیں اب بھی برسی تھیں
پر پیاس نہ بجھی من کی
پیاس نہ بجھی جیون کی
تو ہی بتا گوری
پیاس کیسے بجھے من کی

وہ اس لائن پہ اٹک ہی گیا۔ تقریباً دس منٹ سے وہ یہی ایک فقرہ سن رہی تھی، جس کمرے میں وہ پریکٹس کرتے تھے۔ وہ مین لان کے سامنے تھا۔ اس کی کھڑکیاں بھی سامنے کے رخ کھلتی تھیں۔ اسی لیے آوازیں بخوبی اس کی سماعت سے ہمکلام تھیں نہ چاہتے ہوئے بھی وہ توجہ دینے پہ مجبور تھی۔

"چلو باقی کل، یہ تو گیا۔" کاشف نے کی بورڈ سے ہاتھ ہٹائے تو باقی سب نے بھی اس کی تقلید کی۔

"نور کا فیصلہ بدلا ہے کہ نہیں۔" سمیر نے اس کی دکھتی رگ کو پکڑا وہ تینوں اسے نام سے ہی پکارتے تھے۔ ایک بار "بھابھی" کہنے پہ نورالصبح نے ان کی طبیعت صاف کر دی تھی۔ اس لیے وہ اب محتاط ہو گئے تھے۔

"ان کے والد محترم ناراض ہیں۔ فرماتی ہیں کہ وہ ہرگز ایسی خوشی کا تصور نہیں کر سکتیں جس میں ان کی ناراضی شامل ہو۔"

راحیل نے منہ بنا کر "والد محترم" پہ زور دیا تو باہر بیٹھی نورالصبح اس کے زہر میں بجھے لہجے پہ تپ گئی۔

"یہ اپنی دولت پر مغرور لڑکیاں شروع میں یونہی نخرے دکھاتی ہیں۔ اندر سے اتراتی ہوں گی کہ زبردست لڑکا ان کا طلبگار ہے پر باہر سے تو لفٹ نہ لگانا ضروری ہوتا ہے۔ سب جانتا ہوں ان لڑکیوں کے طریقوں کو۔ رنگ رنگ کی لڑکیوں کو برت چکا ہوں تو کوئی نرالی قسم ہے۔ میری دولت شہرت پر سنا ہے گویا صفر ہے یہ لپ اسٹارٹ خواہ مخواہ اکڑتے ہیں۔ ان کے پاس اس جھوٹی انا کے علاوہ ہوتا ہی کیا ہے۔ یہ بھی تو ان ہی کی صاحبزادی ہیں۔ انا و خودی و عزت کے راگ الاپیں گی۔ ساری نشانیاں اسی سلسلے کی ان کے اندر۔" راحیل حقارت سے بولا۔ اس عزت افزائی پہ نورالصبح کا دل چاہا کہ راحیل کی زبان حلق سے نکال کر اس کا قیمہ بنا دے۔ مگر وہ اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکتی تھی۔

"راحیل! وہ تمہارا سالا نہیں سسر ہے۔" [illegible] درنگی کی تو وہ ہنسنے لگا۔ کہیں سے بھی نہیں لگتا کہ راحیل کا تعلق ایک اعلا تعلیم یافتہ معزز گھرانے سے ہے۔ نورالصبح کے نزدیک اس کے اکثر جملے قابل گرفت ہوتے تھے۔

"صبح کا شکریہ ویسے میرے فادر ان لاء نے ہرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ یہ تو نور تھیں جن کے ذریعے میں وکٹری اسٹینڈ پہ پہنچا۔ ظالم سماج تھا وہ عثمان احمد۔"

راحیل نے پھر عثمان احمد کی ٹانگ پکڑی تو نور سے برداشت نہ ہوا۔ وہ اندر چلی آئی جہاں وہ جگرپاش آواز اس کی سماعتوں سے باہر تھی۔

☼ ☼ ☼

آج راحیل صبح سے ہی گھر میں تھا۔ اس پہ ستاروں کی فون کالز اور ای میلز کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ وہ بیک وقت کمپیوٹر اور فون پہ مصروف عمل تھا۔ اس کے فون کی گھنٹی بجی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ دوسری طرف پنکی تھی۔

"شنو، میں تمہیں خود رنگ کرتا ہوں بائے۔" راحیل نے اس کے اگلا جملہ بولنے

سے پہلے ہی فون بند کیا اور اپنے موبائل فون سے اس کا نمبر ملانے لگا، فون کان سے لگائے باتیں کرتے کرتے وہ لاؤنج میں آ گیا۔

نورالصبح صوفے میں دھنسی عبداللہ حسین کی "اداس نسلیں" پڑھ رہی تھی۔ گھٹنوں پہ دھری کتاب اور ہاتھ میں کافی کا کپ اور نظریں صفحات پہ گاڑے وہ پوری طرح اس لفظوں کی جادو نگری میں کھوئی ہوئی تھی۔ وہ اسی بے نیازی سے بولتا اس کے سامنے والے صوفے پر ٹانگیں پھیلا کر نیم دراز سا ہو گیا اور ساتھ ہی آواز دے کر نوکر کو کافی لانے کے لیے کہا۔ نورالصبح نے اسے ناپسندیدگی سے دیکھا اور دوبارہ نگاہیں کتاب کے صفحے پہ جما دیں۔

"پنکی! پھر کب ملنے آ رہی ہو، یار! تمہارا گفٹ ڈیو ہے مجھ پر۔ اصل میں الحمرا والے کنسرٹ میں پھنسا ہوا تھا۔ اس لیے تمہاری برتھ ڈے ذہن سے نکل ہی گئی۔" وہ شرمندگی سے بولا۔

"نیور ڈارلنگ، تمہارے جیسی لڑکی ہی مجھے پسند ہے۔ لڑکیوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے جیسی کہ تم۔"

دوسری طرف سے جانے کیا کہا گیا تھا جو راحیل نے تعریفوں کے پل باندھے تھے نورالصبح نے پہلو بدلا، وہی پنکی تھی جس کی بدولت آج وہ یہاں موجود تھی۔

"کافی بنایئے۔" کریم کے ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ دھرتے ہی راحیل نے رعب سے نورالصبح کو حکم دیا اور کریم کو جانے کا اشارہ کیا۔

"ہاں ہاں۔ تم سے تو نہیں کہا ہے اپنی ملازمہ سے کہہ رہا ہوں، ویسے معلوم نہیں تمہارے ہاتھ کی کافی پینی کب نصیب ہو گی۔ تمہارے ہاتھ ہیں یا کسی آرٹسٹ کی خوبصورت تخلیق۔ آئی سویئر تمہارے جیسے ہاتھ کہیں نہیں دیکھے، دل چاہتا ہے کہ۔۔۔"

اس کے بعد اس نے پنکی کے رنگ اور آنکھوں کی بے ہودہ انداز میں تعریف کی جسے سن کر نورالصبح کی کانوں کی لوئیں سرخ ہو گئیں۔ کافی بناتے ہوئے وہ دانت پیس رہی تھی۔ خود کو ملازمہ کہے جانے پہ اسے غصہ تو بہت آیا تھا۔ کافی کا مگ اس نے راحیل کے آگے پٹخا اور کتاب اٹھا کر چلی آئی۔ راحیل نے اس کے جاتے ہی پنکی سے جان چھڑائی اور فون بند کر دیا۔ اب وہ اطمینان سے کافی پی رہا تھا۔ گھونٹ گھونٹ پیتے ہوئے وہ کیف و سرور کی نئی کیفیت سے گزر رہا تھا۔ ادھر وہ غصے سے ٹہل رہی تھی جتنی گالیاں اسے آتی تھیں، اس نے سب کی سب راحیل کو غائبانہ دے ڈالیں۔ چند دنوں سے اس کے انداز بدل گئے تھے۔ اس نے نورالصبح کے صبر و ضبط کو آزمانے کا گویا تہیہ کر لیا تھا۔ یہ سب وہ طاہر اور تزئین کی غیر موجودگی میں کرتا تھا۔ نورالصبح کا جب سے نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ اس کے بعد ہی راحیل کا رویہ بدلا تھا ورنہ پہلے وہ اتنا بدتہذیب نہیں تھا۔

☼ ☼ ☼

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ راحیل نے

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کے معروف ناول

- دل پھولوں کی بستی — 400/
- 150/
- 400/
- 350/
- 180/

اور

- خواتین کا گھریلو انسائیکلوپیڈیا — 600/

شائع ہو گئے ہیں

مکتبۂ عمران ڈائجسٹ 37، اردو بازار کراچی

لاہور میں:
- لاہور اکیڈمی
- سلطان نیوز ایجنسی
- عظیم اینڈ سنز
- اسلامیہ کتب خانہ

اشرف بک ایجنسی

مہران نیوز ایجنسی

بستر سے اٹھ کر کھڑکی کے شیشے سے پردے سرکائے۔ سورج کی الوداعی کرنیں کمرے میں گھس آئیں' اس نے دونوں بازو اٹھا کر انہیں ورزش کے انداز میں مخصوص حرکت دی' چند بار ایسا کرنے کے بعد اس کی ساری سستی ہوا ہو گئی اس کے جی میں آیا۔ کاشف کی طرف چلا جائے اسے نئی البم کی شاعری بھی ڈسکس کرنی تھی۔ سمیر اور فراز بھی ادھر ہی تھے۔ کریم کو چائے کا کہہ کر وہ فریش ہونے واش روم میں گھس گیا اور دوبارہ باہر انہی کپڑوں میں آ گیا وہ سکینہ کو کپڑے نکالنے کا کہہ کر واپس آ رہا تھا' شکنوں سے پُر شرٹ کے بٹن وہ اضطراری انداز میں چھیڑتے چھیڑتے رک گیا۔ کوریڈور میں ریسیور کان سے لگائے نور الصبح کھڑی تھی راحیل کی طرف اس کی پشت تھی۔

وہ کیا کہتی ہے اسے اپنے بارے میں خوش فہمی تھی۔ ہو سکتا ہے' در پردہ وہ اس کی محبت کا دم بھرتی ہو اور اس کا ذکر وہ عاشی سے کرے کیونکہ اس کے سامنے پہلی بار عاشی کا فون آیا تھا۔

"ابو کیسے ہیں؟ امی ٹھیک ہیں اور تم کیسی ہو؟" وہ ایک سانس میں بے قراری سے کہتی چلی گئی۔ "عاشی یہاں اس گھر کے در و دیوار میں گھٹ کر مر جاؤں گی تم سب کو بتاؤ۔ میں بے قصور ہوں۔ تم تو گواہ ہو کر میں اس کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی' اپنے لائف پارٹنر کے طور پر میں ایسے کسی شخص کا تصور تک نہیں کر سکتی۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ کرے کوئی بھرے کوئی "

اپنے بارے میں نور الصبح کے تبصرے نے اس کی خوش فہمی کو ختم کر دیا نہ جانے کیوں اسے دکھ سا ہوا' ہم جنہیں دل و جان سے چاہتے ہیں۔ ان کی معمولی سی نفرت بھی برداشت نہیں ہوتی اور کہاں سر سے پیر تک نفرت کے زہر میں ڈوبی لڑکی جو قدم قدم پہ اس کی توہین و تضحیک کر رہی تھی۔

"نہیں ہے اس سے میرا کوئی تعلق' محض کاغذ کے [illegible] کوئی تعلق اٹوٹ نہیں [illegible] تعلق تو محسوسات اور روح سے جنم لیتے

ہیں۔ آئی سویئر اگر مجھے اس گھٹیا شخص سے نجات نہ ملی تو میں مر جاؤں گی۔" راحیل کو مرد کہنا مردانگی کی توہین ہے۔ ایسے عورتوں جیسے حلیے والے مرد کے ساتھ میں نہیں رہ سکتی۔"

نور الصبح کی بات ادھوری ہی رہ گئی' راحیل اس کے آخری جملے پہ ضبط نہ کر سکا تھا۔ اس کے اندر ایک دم ہزاروں آتش فشاں لاوا اگلنے لگے تھے اور خون کنپٹیوں میں ٹھوکریں مارنے لگا تھا۔ ایسی شرمناک توہین کا اس نے اس بالشت بھر ڈیڑھ چھٹانک کی لڑکی سے تصور تک نہ کیا تھا۔ اس کے اندر کا انا پسند مرد اس چوٹ پر تلملا اٹھا تھا۔ اس کا ردِ عمل بہت شدید تھا پوری قوت سے اس نے نور الصبح سے ریسیور لے کر کریڈل پہ پٹخا اس اچانک افتاد پر وہ لڑکھڑائی اگر میز کا کونا نہ تھام لیتی تو زمین بوس ہو چکی ہوتی۔ راحیل نے سختی سے اس کے دونوں بازو پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کر لیا۔

"آخر تم خود کو سمجھتی کیا ہو۔ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ اس گھر میں زندہ دفن بھی کر دیا تو' تو کوئی پوچھنے کی جرات نہیں کرے گا۔" اس نے سختی سے ہاتھ نور الصبح کے شانے میں جیسے گاڑے ہوئے تھے۔

"آج بتا کر رہوں گا کہ کسی مرد کی مردانگی کو للکارنے کی کیا سزا ہے۔"

راحیل نے ایک ہاتھ سے اس کا منہ دبایا اور دوسرے ہاتھ سے اسے کھینچتا ہوا زبردستی اپنے کمرے میں لے آیا۔ دیوار کے ساتھ کھڑی نور الصبح اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ اسی کشمکش میں اس کا دوپٹہ راہ ہی میں گر گیا تھا۔ اس ناگہانی پہ وہ بری طرح سٹ پٹا گئی تھی۔ اور اب تو اس کی کیفیت کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والی تھی۔ دروازہ بولٹ کر کے وہ اس کی طرف مڑا تو نور الصبح نے آنکھوں پہ دونوں ہاتھ رکھ لیے۔ اس کی آواز گویا حلق ہی میں گھٹ کر رہ گئی۔ اپنی موت اسے قریب آتی محسوس ہو رہی تھی۔

تمہیں ضرور معلوم ہونا چاہیے مرد ہو تا کیا ہے۔ تمہاری ساری غلط فہمیاں دور کر دوں گا۔" راحیل نے سختی سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر آنکھوں سے ہٹائے

اس کی کلائی میں بجتی نازک سی چوڑیاں راحیل کے مضبوط ہاتھوں میں ٹوٹ گئیں' چند ٹکڑے نور الصبح کے چبھ گئے۔ وہ اپنی سسکی نہ روک سکی مگر یہ سسکی ادھوری ہی رہ گئی راحیل نے بے رحمی سے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر لوہے کے مضبوط ڈھکن کی طرح جما دیا۔

نور الصبح کا دل سینے میں پھڑپھڑا کر رہ گیا۔ یہ اس کے ساتھ کیا ہونے جا رہا تھا۔ کاش اس سے پہلے ہی موت آ جائے وہ بے یار و مددگار چڑیا کی طرح نظر آ رہی تھی جو بے خبری میں جال میں پھنس گئی ہو اس کا چہرہ خطرناک حد تک پیلا پڑ گیا۔

"ہمیشہ تم مجھ سے دور بھاگتی رہی ہو' میری قربت تمہارے لیے کراہیت آمیز ہے۔ آج اپنی نفرت کا مظاہرہ نہیں کر سکو گی۔" وہ سفاک لہجے میں بولتا اس کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر گیا۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔" نور الصبح کی سرگوشی چیخ میں ڈھل گئی۔

"ہاں۔۔۔" راحیل کے بازوؤں نے اسے اپنی فولادی گرفت میں جکڑ لیا۔

"تم نے میرے اندر کے انا پسند مرد کو چھیڑ کر اچھا نہیں کیا ہے۔" وہ اسی طرح مخاطب ہوا۔ نور الصبح نے اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے لیے بھرپور کوشش کی۔ اپنی جھونک میں سیدھا اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کی آنکھوں کے آگے تارے سے ناچ گئے۔ پھر دھند کی چادر سی تن گئی۔ اس کا سر بے جان انداز میں راحیل کے شانے پر گر گیا۔ تب اس نے دیکھا وائٹ ڈسٹمپر شدہ دیوار پہ سرخ دھبہ سا تھا۔ نور الصبح کے سر کے پچھلے حصے سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔ راحیل اپنا غیض و غضب بھول گیا' اسے بیڈ پہ لٹا کے وہ جلدی سے بینڈیج کا سامان لایا۔ وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی چہرے پہ خوف ٹھہرا ہوا تھا۔

"راحیل صاحب! اگر ڈیڈی نے اسے اس حال میں دیکھ لیا تو خیر نہیں ہے۔" اس کا زخم صاف کرتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔ دل میں وہ پریشان تھا۔ اس کی بینڈیج

کر کے راحیل نے سب سے پہلے اسے اس کے کمرے میں چھوڑا پھر خون آلود بیڈ کور اور تکیے کا غلاف بدلوایا۔ ظاہر ہے کہ ملازم اندھے تو نہیں تھے جو نہ دیکھ سکتے۔ کریم' نجمہ اور سکینہ نے سب دیکھا تھا اپنے صاحب کی عادت سے بھی واقف تھے مگر ملازم تھے وہ کیا کر سکتے تھے۔ راحیل آنے والے حالات کے لیے خود کو تیار کر رہا تھا۔ ملازموں کو اس نے سختی سے زبان بند رکھنے کو کہا اور خود کو اس سارے واقعہ سے لاتعلق ظاہر کرنے کے لیے وہ کاشف کی طرف چلا گیا۔ اس کی واپسی رات گیارہ بجے کے بعد ہوئی' سارے گھر کی لائٹس آن تھیں' اس کے دل میں انجانے خدشے بیدار ہونے لگے سب سے پہلے اس کا سامنا نجمہ سے ہوا۔ جانے سے پہلے اس نے نجمہ سے ڈاکٹر لودھی کو فون کروا دیا تھا' اس لیے قدرے مطمئن سا تھا۔

"ڈیڈی کہاں ہیں؟" اس نے پُرسوچ انداز میں دریافت کیا۔ نجمہ دودھ میں اوولٹین ملاتے ملاتے رک گئی۔

"بڑے صاحب اور بیگم صاحب چھوٹی بی بی کے کمرے میں ہیں۔ ابھی ابھی ہاسپٹل سے گھر لے کر آئے ہیں۔" نجمہ نے بتایا۔

راحیل وہیں سے پلٹ کر نور الصبح کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اپنے دماغ پہ بوجھ سا دھرا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ دروازے کو دھیرے سے کھولتا اندر داخل ہوا سامنے تزئین بیٹھی ہوئی تھیں۔

"کہاں تھے تم؟ کبھی گھر میں بھی ٹک جایا کرو۔" تزئین نے غصے سے کہا۔ ادھر نور الصبح کی آنکھوں میں اسے دیکھتے ہی وحشت و نفرت ناچنے لگی تھی۔

"میں سوفٹ نیچر کا مالک ہوں' کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ ہو سکتا ہے بعض لوگوں کو میری گھر میں موجودگی پسند نہ ہو۔ ارے انہیں کیا ہوا ہے؟"

بولتے بولتے وہ اس کی طرف پلٹا اس کی اداکاری و حیرت اتنی فطری تھی کہ کسی کو ذرا بھی بناوٹ کا گمان نہ

ہوا۔ راحیل نے آنکھوں آنکھوں میں تنبیہہ کی۔ نورالصبح نے آنکھیں بند کرلیں۔ جیسے اس کی صورت نہ دیکھنا چاہتی ہو۔

"تم گھر پہ رہو تو پتا چلے۔ یہ باتھ روم میں گر گئی تھی۔ نجمہ نے بروقت ڈاکٹر لودھی کو فون کردیا تھا۔ شکر ہے کہ میں بھی میٹنگ سے بروقت گھر آگئی۔ طاہر کو بھی بلوالیا، ہم نور کو ہاسپٹل لے گئے تھے۔ ڈر تھا کہ دماغ کے اندرونی حصے کو نقصان نہ پہنچا ہو مگر ایکسرے میں ایسی کوئی بات نہیں آئی ہے۔ ہم ابھی ابھی گھر آئے ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ چند دن احتیاط کرنے کی ضرورت ہے شکر ہے بلیڈنگ زیادہ نہیں ہوئی۔" ترمین دھیرے دھیرے بتانے لگیں۔

"اب کیسی طبیعت ہے؟"

راحیل اس کے بستر کے قریب چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ وہ یونہی آنکھیں موندے پڑی رہی اور اس کے تجاہل عارفانہ پہ سلگتی رہی۔ "چوٹ سے زیادہ خوف کا اثر ہے ڈاکٹر لودھی بتارہے تھے۔" اس کے بجائے ترمین نے کہا اور نورالصبح کے پاس بیٹھ گئیں۔ اس تمام عرصے میں طاہر بالکل چپ رہے۔

"لو بیٹا! دودھ پی لو۔" ترمین نے اوولٹین ملا دودھ زبردستی اسے پلانا چاہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ وہ اس کے سر ہوگئیں، ناچار اسے دودھ حلق سے اتارنا پڑا۔

"آپ ویک نیس تو نہیں فیل کررہی ہیں۔" اس نے نرمی سے پوچھا۔ اس نے کروٹ بدل لی۔

"سنبھل کر دیکھ بھال کر قدم اٹھانا چاہیے، ورنہ بندہ یونہی پھسلتا ہے۔"

امی نے نورالصبح کو سلاگیا۔ دودھ میں نیند کی گولی بھی تھی۔ وہ لمحوں میں بے خبر ہوگئی۔ "آئیں طاہر! چلو راحیل! تم بھی اپنے بیڈ روم میں۔" انہوں نے لائٹ آف کردی۔ تینوں کمرے سے نکل آئے۔

تیسرے روز راحیل اپنے گروپ کے ساتھ شوز کے سلسلے میں متحدہ عرب امارات چلا گیا۔ نورالصبح کو شروع شروع میں اس کے پرغضب انداز کا تصور کرکے نیند ہی نہ آتی تھی۔ اس کا جنونی وحشیانہ انداز یاد کرکے اس کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگتا۔ سر پہ لگنے والی چوٹ کا اسے خاص افسوس نہ تھا کیونکہ اسی چوٹ نے اسے بچایا تھا۔

☆ ☆ ☆

فاریہ صدیقی ایک کھاتے پیتے خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ عثمان ان کے دور پرے کے کزن تھے۔ دونوں کی دلچسپی محسوس کرتے ہوئے ان کے بڑوں نے انہیں شادی کے بندھن میں جکڑ دیا۔ نازوں پلی فاریہ کے خواب عثمان کے دس مرلے کے گھر میں ٹوٹ گئے۔ عثمان کا چھوٹا سا بزنس تھا۔ وہ اسی میں مطمئن تھے مگر ان کی محدود آمدنی میں فاریہ کے خواب پورے ہونے ناممکن تھے حالانکہ فاریہ کے باپ نے کئی بار عثمان پہ دباؤ ڈالا کہ ان کے بزنس میں ہاتھ بٹائیں مگر عثمان کی انا کو یہ سب گوارا نہ تھا۔ شاہ خرچیاں پوری کرنے کے لیے وہ مزے سے میکے والوں کے سامنے ہاتھ پھیلا لیتیں، اسی دوران ان کے گھر ڈولی، سنی اور نورالصبح نے جنم لیا۔ بچوں کے اصل نام تو اور تھے یہ تو فاریہ تھیں جو اپنے امیرانہ مزاج کو سہارا دینے کے لیے انہیں ایسے ناموں سے پکارتی تھیں۔ نورالصبح کا نام بڑے چاؤ سے اس کی دادی اماں نے رکھا تھا فاریہ نے اس کے نام کو بھی بگاڑنے کی کوشش کی مگر عثمان آڑے آگئے۔ انہیں اپنی ماں کی دل آزاری گوارا نہ تھی۔ ڈولی اور سنی مزاج میں ماں پر گئے تھے جب کہ نورالصبح ہو بہو باپ کی عادات کا پرتو تھی۔ وہی قناعت، دھیما پن، اعتدال پسند مزاج اور وقار سے سنجیدگی۔ فاریہ نے اس کے پیدا ہونے کے بعد قصداً اس کی طرف سے لاپروائی برتی تھی۔ "وہ طبیعتاً" حاسد فطرت کی مالک تھیں۔ کچھ عثمان کی والدہ سے اس کا نام رکھنے کی غلطی ہوئی تھی۔ وہ اس کی طرف مطلق توجہ نہ دیتی تھیں۔ یوں وہ دادی کی آغوش میں آگئی۔ بارہ سال تک اس نے ان کے پرمحبت و پرحرارت سائے تلے زندگی گزاری۔ انہوں نے ساتھ چھوڑا

تو نورالصبح کو بھری دنیا میں اکیلے ہونے کا احساس ہوا، ڈولی اور سنی بھی اسے خاص لفٹ نہیں کراتے تھے۔ دونوں بہت جھگڑالو تھے اگر کھانا پسند نہ آتا تو بنا کسی لحاظ کے برتن توڑ دیتے، فاریہ اور بھی شہ دیتیں۔ سہولتوں کے فقدان اور آئیڈیل ازم نے انہیں چڑچڑی بیزار، حاسد، کم ظرف اور لذت پرست عورت بنادیا تھا۔

عثمان کے تینوں بڑے بھائی شراکت کی بنیاد پہ فیکٹری لگا رہے تھے۔ حکومت سے بھی قرضہ لیا گیا۔ عثمان سے کہا کہ وہ بھی انویسٹمنٹ کریں تو منافع میں پچیس فی صد کے حق دار ہوں گے، فاریہ کے مجبور کرنے پہ انہوں نے جمع جتھا بھائیوں کے حوالے کردیا اور خود خالی ہو کر بیٹھ گئے۔ تنگ آکر انہوں نے جاب کرلی مگر فیکٹری نے جب منافع دینا شروع کردیا تو جاب چھوڑ دی اور فیکٹری جانا شروع کردیا۔ پانچ چھ سال کے بعد ان کی فیکٹری میں بنی مصنوعات کی دھوم تھی۔ عثمان احمد کے گھر خوشحالی آنے لگی بڑے بھائی سفیان نے اپنے منافع سے ایک اور فیکٹری لگالی۔ ان کا شمار اب دولت مند افراد میں ہونے لگا تھا۔ چاروں بھائیوں نے شہر کے پوش علاقے میں کوٹھیاں اور بنگلے خریدے اور وہیں رہائش پذیر ہوگئے۔

نئی نسل کا لائف اسٹائل ہی بدل گیا۔ شلوار قمیص کی جگہ تھری پیس سوٹ اور مغربی لباس نے لے لی، لڑکیاں بھی اس دوڑ میں پیچھے کیسے رہیں۔ مغربی پہناوے فخریہ زیب تن کرتیں، کانونٹ زدہ لہجے میں منہ بگاڑ بگاڑ کر انگلش بولتیں۔

ڈولی کا افیئر سفیان احمد کے بزنس پارٹنر کے بیٹے رضا سے چل رہا تھا، سنی روبی میں انوالو تھا۔ اس کے دیگر کزنز ــــــ بھی ایسی ہی اخلاقی بے راہ روی کا شکار تھے، وقت نے عثمان احمد کو بھی بدل دیا تھا۔ فاریہ کے بلند معیار زندگی نے ان کے اصول و نظریات کو مات دے دی تھی۔ انہوں نے شکست تسلیم کرلی تھی۔ گھر اور اولاد پہ فاریہ کی حکمرانی تھی صرف نورالصبح ایک ایسی ہستی تھی جو نہیں بدلی تھی۔ صبا اور دھنک تو اس کے منہ پہ اسے بڈھی روح کہتی تھیں کیونکہ وہ دوپٹہ سر پہ لیتی تھی۔ کلب پارٹیز میں نہیں جاتی تھی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ اس کا کسی سے چکر نہیں چل رہا تھا۔ سارا برملا کہتی۔

"تم تو ہمارے خاندان کی لگتی ہی نہیں ہو۔ ساری عادات مڈل کلاس والی ہیں۔"

فاریہ بھی اس سے چڑتی تھیں صبا، دھنک، رومیزہ کی مثال دیتیں کہ کیسے کیسے امیر لڑکوں سے دوستی کی ہوئی ہے۔ گھر میں صرف ایک عاشی ایسی ہستی تھی جو عثمان احمد کے بعد نورالصبح کے قریب تھی۔ عاشی فاریہ کے بھائی کی بیٹی تھی، جب وہ چار سال کی تھی تو اس کی امی کا انتقال ہوگیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد باپ دوسری شادی کرکے فرانس جابسا، عاشی کو پاکستان چھوڑ کر کیونکہ اس کی دوسری بیوی کو کم سن عاشی کا وجود گوارا نہیں تھا۔ فاریہ اسے اپنے ساتھ لے آئیں، عاشی نورالصبح سے ڈھائی برس بڑی تھی۔ تقریباً ڈولی کی ہم عمر مگر نورالصبح اسے بہت پسند کرتی تھی۔ دونوں میں آپ جناب کا تکلف نہیں تھا عاشی کی منگنی ہوچکی تھی۔ اس کا منگیتر ایئر فورس میں گروپ کیپٹن تھا اور ایک کورس کے سلسلے میں بیلجیم گیا ہوا تھا اسی سال عاشی کے تعلیم سے فراغت پانے کے بعد دونوں کی شادی متوقع تھی۔

فاریہ نے نورالصبح پہ دباؤ بڑھانا شروع کردیا۔ وہ اسے باور کرانا چاہتی تھیں کہ اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ وہ اپنی من مانی نہیں کرسکتی۔ شروع سے ہی وہ ان کے عتاب کا نشانہ بنتی آئی تھی وہ ان سے مرعوب و خوفزدہ رہتی تھی۔ سر اٹھا کر بات نہ کرپاتی، ڈولی اور رضا کی چٹ منگنی اور پٹ بیاہ ہوا وہ دونوں انگلینڈ چلے گئے۔ ان کی شادی کے بعد فاریہ نورالصبح کی طرف سے فکرمند ہوگئیں۔ ڈولی جب اولیول میں تھی تو اس کے رشتے آنے شروع ہوگئے تھے۔ نورالصبح تھرڈ ایئر میں تھی۔ اس کا ابھی تک ایک رشتہ بھی نہ آیا تھا خاندان کے بھی کسی لڑکے نے نورالصبح کو نہیں پوچھا تھا۔ ان کے حلقہ احباب میں موجود تمام لوگ پیٹھ پیچھے نورالصبح کا مذاق اڑاتے تھے۔ خاص طور پر نوجوان لڑکے لڑکیاں کوئی بھی اس پہ مائل

نہ ہوا تھا۔ یہ نہ تھا کہ وہ بدصورت تھی، جاہل تھی، بداخلاق تھی۔ وہ اپنی تمام کزنز سے زیادہ دلکش اور خوبصورت تھی۔ مگر اسے اپنے حسن کو نمایاں کرنے کا کوئی شوق نہ تھا، وہ لوگوں میں زیادہ گھلتی ملتی ہی نہیں تھی۔ ان کی کلاس کے لڑکے اپنی آئیڈیل میں جو خوبیاں دیکھنا چاہتے تھے، وہ نورالصبح میں ناپید تھیں۔ اس کا ذہن تو ابھی تک دس مرلے کے مکان والے گلیوں میں پھنسا ہوا تھا، دولت آتے ہی سب نے وہ رنگ بدلے تھے کہ نورالصبح حیران تھی۔ ایک وہی تھی جس نے تبدیلی کے اس سیل رواں میں اپنی ایک الگ شناخت برقرار رکھی تھی۔ اس کے اندر اب بھی وہی میانہ روی اور اعتدال تھا۔ اس نے کبھی زیادہ جیب خرچ کا مطالبہ نہ کیا نہ کبھی اوٹ پٹانگ فرمائش کی۔ فاریہ کو حسرت تھی کہ وہ بھی ڈولی کی طرح بھاری جیب خرچ مانگے، شاپنگ کے لیے ان کے ساتھ دوبئی جانے کی ضد کرے، پیرس جاتے وقت میک اپ کے لوازمات لانے کی فرمائش کرے، سارا کی منگنی پہ شہر کے سب سے مہنگے بوتیک سے سوٹ لینے کی ضد کرے۔ مسز اکمل کے ہونہار بیٹے سے چکر ہی چلالے۔ انہوں نے اب خود نورالصبح پہ توجہ دینی شروع کردی تاکہ اس کے سلسلے میں بھی خاندان بھر میں سرخرو ہوسکیں۔ غیر محسوس انداز میں وہ اس پہ اپنی گرفت مضبوط کرتی چلی گئیں۔ نورالصبح کے ساتھ ان کا تعلق ایک محبت کرنے والی ماں کے بجائے آمرانہ تھا۔ وہ ویسے بھی فاریہ سے خوفزدہ رہتی تھی۔ یوں بھی اب عملاً گھر پہ فاریہ ہی کی حکمرانی تھی۔ عثمان احمد کا وجود نہ ہونے کے برابر تھا کیونکہ وہ کولہو کے بیل کی طرح اپنے سرمائے کو ضرب دینے میں لگے رہتے تھے۔

☼ ☼ ☼

"پرسوں پی سی میں "میوزک اسٹریٹ" کا کنسرٹ ہو رہا ہے، آنٹی کہہ رہی ہیں تمہیں ضرور جانا ہے۔" عاشی نے ٹکٹ اسے دکھاتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جاؤں گی۔ مجھے شوق نہیں ہے میوزک کنسرٹ دیکھنے کا۔" اس نے صاف انکار کردیا۔

"پتا ہے یہ کنسرٹ ہمیں سروش بھائی دکھا رہے ہیں۔"

"کون سروش؟" نورالصبح نے حیرانی سے پوچھا۔

"وہی سروش جو دھنک کے ماموں ہیں اور فارن سے ایم بی اے کی ڈگری لے کر آئے ہیں۔ وہ ہم سب کے ٹکٹ لائے ہیں۔ تمہیں ضرور جانا ہے کیونکہ آنٹی کا حکم تمہارے لیے خاص طور پہ ہے۔" عاشی نے اسے رسان سے جتایا تو وہ ڈھیلی پڑ گئی۔

دھنک اس کی تایا زاد تھی، سروش کچھ ہی عرصہ پہلے باہر سے آیا تھا۔

سروش کا مستقبل بہت روشن تھا پھر ابھی تک وہ کنوارا ہی تھا۔ دو مرتبہ دعوت کے بہانے فاریہ نے اسے گھر مدعو کیا تھا۔ خیالوں میں کئی بار وہ نورالصبح کو سروش کی دولہن بنے دیکھ چکی تھیں۔ اب وہ خود سب کو کنسرٹ پہ لے جا رہا تھا۔ فاریہ نے اس سنہرے موقع کو ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ تب ہی تو انہوں نے حکم نافذ کیا تھا کہ نورالصبح کو ہر حال میں سروش کے ساتھ کنسرٹ پہ جانا ہے اور اسے خصوصی کمپنی دینی ہے، اسے ہتھیار ڈالنے ہی پڑے۔

"ہاہا! آج راحیل کے کنسرٹ میں بڑا مزا آئے گا۔" دھنک اور صبا تصور میں مزے لے رہی تھیں۔

نورالصبح نے ناپسندیدگی سے گردن کو جھٹکا دیا۔

"پتا نہیں اس بے ہنگم اچھل کود اور بے سُرے لڑکوں میں تمہیں کیا نظر آتا ہے۔ عورتوں والے فیشن اپنائے یہ لڑکے مجھے زہر لگتے ہیں۔" اس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا جو دوسری لڑکیوں کو ذرا بھر نہیں اچھا لگا۔

"تم چلو تو سہی متاثر نہ ہوئیں تو نام بدل دینا۔" دھنک نے دوسرا طریقہ آزمایا۔

جب وہ سروش کے ساتھ ہوٹل پہنچیں تو ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ عاشی اور صبا نے بمشکل سیٹیں تلاش کیں۔ گنجائش سے زیادہ لوگ تھے۔ لڑکے لڑکیوں

نے تالیوں اور سیٹیوں سے اسٹیج پہ نمودار ہونے والوں کا استقبال کیا۔ اس شوروغل سے نورالصبح بڑی بیزاری محسوس کر رہی تھی۔ تماشائی گلوکاروں کا بھرپور ساتھ دے رہے تھے۔ لڑکے ڈانس کر رہے تھے اور لڑکیاں اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے ہاتھ ہلا رہی تھیں۔ نورالصبح کو بہت افسوس ہوا اس نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے نئی نسل کے نمائندوں کا جائزہ لیا، جو لڑکا مائیک ہاتھ میں پکڑے گا رہا تھا۔ نورالصبح نے اسے حیرت سے دیکھا۔ تنگ سلور رنگ کی جینز جس میں رنگ برنگے کپڑوں کے چوکور ٹکڑے لگے ہوئے تھے اور جو گھٹنوں سے پھٹی ہوئی تھی۔ بلیک ستاروں بھری شرٹ جس کے سامنے کے تمام بٹن کھلے ہوئے تھے جس میں سے چاپ نگر کا ریچھ کے بالوں کی طرح بھرا سینہ جھانک رہا تھا۔ گلے میں سونے کی دو موٹی موٹی چینز، بازوؤں پہ کھدے ہوئے ٹیٹو جو عجیب و غریب جانوروں کی شکل میں تھے۔ ہاتھ میں سونے کا بریسلیٹ، کان میں بالی اور کندھوں تک آتے بال جنہیں اہتمام سے کھلا چھوڑا گیا تھا۔ چہرے پہ بے ہنگم داڑھی مونچھیں، یہ تھا نئی نسل کے نمائندہ گلوکار کا حلیہ۔ نورالصبح کو شدید بیزاری محسوس ہوئی۔ وہ پورے ہال میں مائیک پکڑے چکرا رہا تھا۔ اس کے ساتھ باقی تین لڑکوں کو شاید مرگی کا دورہ پڑا ہوا تھا۔ جانے زیبی کے اعلا شاہکار جو بری طرح تھرک رہے تھے۔ کیا قائد نے ان ہی جوانوں کے بارے میں کہا تھا کہ

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

پروگرام ختم ہوا تو نورالصبح نے سکون کا سانس لیا۔ پورے پروگرام کے دوران وہ پہلو بدلتی رہی تھی۔ اب جیسے کسی عذاب سے اسے چھٹکارا ملا تھا۔ ہال آہستہ آہستہ خالی ہو رہا تھا۔ سروش کو اپنا ایک دوست نظر آیا تو وہ اس کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ پرستار گلوکار کو گھیرے کھڑے تھے۔ وہ چاروں بھی مچل گئیں۔ "آٹو گراف لینا ہے۔"

عاشی نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ ہاتھ چھڑانے کی جدوجہد میں وہ ان کے ساتھ اسٹیج کے اوپر آگئی۔ سارا پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔ اور بڑے جوش سے راحیل کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے اردگرد اور لڑکیاں بھی تھیں، جن کے لبوں سے باقاعدہ ٹھنڈی آہیں برآمد ہو رہی تھیں۔

"عاشی! میرا ہاتھ چھوڑو۔" مگر وہ کہاں سن رہی تھی۔ اپنی دھن میں راحیل کے سامنے جا رکی جو آٹو گراف دے رہا تھا۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔ کیا جنگلی پن ہے۔" نورالصبح خاصی اونچی آواز میں بولی تو وہ چاروں متوجہ ہوگئے کیونکہ بھیڑ چھٹ چکی تھی۔

"آٹو گراف پلیز۔" دھنک نے پھولے پھولے سانسوں سمیت آٹو گراف بک راحیل کی طرف بڑھائی تو وہ مسکرا دیا۔ باقی تینوں نے بھی دھنک کی تقلید کی۔ راحیل نے آٹو گراف بک سائن کرکے رومینو کی طرف بڑھائی تو نظر نورالصبح پہ بھی گئی جو غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہوئی جا رہی تھی۔ عین اسی وقت سارا کو شرارت سوجھی۔ اس نے لپک کر نور کا ہاتھ پکڑا اور راحیل کے سامنے کردیا۔

"انہیں بہت شوق ہے آپ سے آٹو گراف لینے کا وہ بھی ہاتھ پہ، مگر شرمیلی ہیں۔ خود نہیں کہیں گی۔ آپ کی بڑی فین ہیں۔" راحیل نے مسکراتے ہوئے پین والا ہاتھ آگے کیا تو وہ پھٹ پڑی۔

"نہیں ہے شوق مجھے عورتوں جیسے حلیے والے مردوں سے آٹو گراف لینے کا۔ ہونہہ آدھے تیتر آدھے بٹیر۔"

سارا تو سارا وہ چاروں بھی اس ریمارک پہ ہکا بکا رہ گئے۔ جب تک راحیل ہوش میں آتا، نورالصبح سروش کو تلاش کرتی باہر نکل گئی تھی اور اب کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔

"معاف کیجئے گا محترمہ! آپ کو ہماری انسلٹ کرنے کا حق نہیں ہے۔" راحیل کا لہجہ تپا ہوا تھا۔ وہ سخت شرمندہ ہوئیں۔ بمشکل تمام معافی مانگ کر صورت حال کو سنبھالنے کی کوشش کی کیونکہ راحیل

کے تیور جارحانہ تھے۔ اس کی متلاشی نگاہیں ہال کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔" سارا نے بات سنبھالنے کی کوشش کی اور بڑی مشکل سے اسے ٹھنڈا کیا تو وہ نارمل ہوا مگر اس شرط پہ کہ نورالصبح نامی لڑکی اپنی بدتمیزی پر خود معافی مانگے گی۔

☼ ☼ ☼

نجم کی شادی تھی' اس تقریب کے سلسلے میں میوزیکل نائٹ کا اہتمام کیا گیا تھا اور میوزک اسٹریٹ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ نجم ان چاروں کا مشترکہ دوست تھا۔ کالج یونیورسٹی میں اکٹھے زیر تعلیم رہے۔ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی اس نے گوہر سے شادی کا فیصلہ کرلیا۔ جب کہ وہ چاروں میوزک کی دنیا میں اپنے قدم مضبوط کرنے میں مگن تھے۔ کاشف کی بات اپنی کزن سے طے تھی۔ کیمری کی بھی منگنی ہوچکی تھی۔ فراز بھی کہیں انوالو تھا صرف ایک راحیل بچا تھا۔ نجم کی شادی میں انہوں نے حقیقتاً "دوستوں" والا کردار ادا کیا اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مہندی کی رات نجم کے ہاں بڑی چہل پہل تھی وہ چاروں بھی موجود تھے۔ نجم کی سالیاں اور دیگر لڑکیاں انہیں گھیرے بیٹھی طرح طرح کے سوالوں سے زچ کررہی تھیں۔ راحیل بڑے اطمینان سے جواب دے رہا تھا۔ اسی بھیڑ میں اس کی نگاہ صبا اور عاشی پر پڑی تو جانے کیسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔ وہ بھی اس کے پاس چلی آئیں۔

"عروج آنٹی پوچھ رہی ہیں۔ ہار کہاں رکھے ہیں؟"

اس جانی پہچانی آواز پہ راحیل نے بے اختیار رخ موڑا۔ اس اکھڑ لہجے کو وہ لاکھوں میں بھی شناخت کرسکتا تھا' اپنی توہین اور توہین کرنے والی اسے بھولی نہیں تھی اسے تو اس کے کپڑوں کا رنگ تک یاد تھا' دن میں کئی دفعہ یاد کرکے سلگتا تھا' وہ باقی تینوں لڑکیوں سے لباس و انداز میں بھی منفرد تھی۔ نیٹ کے مغلیہ فراک اور چوڑی دار پاجامے میں ملبوس بڑا سا نیٹ کا دوپٹہ سر پر اوڑھے دونوں کلائیوں میں سفید موتیے کے پھولوں کے گجرے سجائے وہ ایک لڑکی سے مصروف انداز میں باتیں کرتے ہوئے مڑ گئی تھی۔ راحیل نے اپنی محویت پہ بے اختیار سر جھٹکا اس کا کچھ روز پہلے والا تنا تنا سا اکھڑ روپ اسے یاد آگیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ پھر باہر آئی۔ اس کے ساتھ نجم کی بہن تھی۔

"ارے نورالصبح! دیکھو تو میوزک اسٹریٹ والوں کا پورا بینڈ آگیا ہے۔" ایک پیاری سی لڑکی نے اسے مطلع کیا۔

"میری بلا سے' جو مرضی آئے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ ازلی بے نیازی سے جواب دے کر آگے بڑھ گئی تھی۔ اب وہ سب طرح طرح کے جملے کس رہی تھیں۔

"مس یونیورس تصور کرتی ہے خود کو۔ راحیل جیسے لوگوں سے ملنا تو اعزاز ہونا چاہیے اس جیسی لڑکی کے لیے پر یہ محترمہ۔"

ایک ماڈرن سی لڑکی ہاتھ لہرا کر بولی اور "اس جیسی لڑکی" پہ زور دیا۔ وہ سب اس کی ذات کے بخیے ادھیڑ رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

دھنک کا منگیتر آسٹریلیا سے آگیا تھا۔ رحمہ اور سفیان اس کی شادی کی تیاریوں میں مگن تھے۔ فاریہ اور عاشی کے ساتھ نورالصبح بھی روز تایا کے گھر جاتی۔ چھوٹے موٹے ڈھیروں کام تھے۔ جن میں وہ ہاتھ بٹاتی۔ دھنک تو رنگ خراب ہوجانے کے ڈر سے دھوپ میں نکلتی ہی نہیں تھی۔ اس کی شادی کی زیادہ تر شاپنگ' عاشی' رومیزہ اور سارا نے کی تھی وہ تو مزے سے نت نئے ماسک لگائے آرام کرتی اور کوئی چیز پسند نہ آنے پہ آرام سے ریجیکٹ کردیتی۔ وہ تینوں تنگ آئی ہوئی تھیں۔

دھنک اور سارا کے دماغ میں راحیل کو بلانے کا کیڑا کلبلایا تھا اگر وہ آجاتا تو فرینڈز میں واہ واہ ہوجاتی اور احساس برتری کو بھی تقویت ملتی۔ راحیل نے نہ جانے کیسے آنے کا وعدہ کرلیا۔ اب خاندان بھر میں

...ل گئی ہوئی تھی کہ دھنک کی شادی پہ میوزک اسٹریٹ والا راحیل آرہا ہے۔ پرفارمنس دینے سے ...نے معذرت کرلی تھی۔ ان کے لیے اتنا بھی بہت ...نوجوان نسل تو بہت پرجوش ہورہی تھی۔

...میوزک کنسرٹس میں جانا اور گھر پہ سنگرز کو مدعو کرنا ...سوسائٹی میں اسٹیٹس سمبل بنتا جارہا تھا۔

دھنک کی شادی میں شہر بھر کی کریم جمع تھی۔ آج ...ہالوں سجایا جارہا تھا۔ بہت زبردست لائٹنگ کی ...تھی۔ ہر آئے گئے کی نظر ضرور سراہ رہی تھی' ...کامدانی کا جوڑا ایک لاکھ میں بنا تھا۔ رحمہ ایک ...کی قیمت بتارہی تھیں' واہ واہ ہورہی تھی۔ نورالصبح ...نمائش سے دلچسپی نہیں تھی۔ دھنک کی شادی ...والے ملبوسات فاریہ نے خود اپنی نگرانی میں تیار ...کروائے تھے۔

فاریہ کو علم تھا نورالصبح سب سے دلکش اور ...خوبصورت بڑے مہنگے ملبوسات اور سلیقے سے کیا گیا میک ...اپ نمایاں کرے گا۔ ہوسکتا ہے کسی مل اونر کی ...نورالصبح کو اپنے بیٹے یا بھائی کے لیے پسند کرلے' ...کسی امیر و کبیر لڑکے کی نگاہ اس پر پڑ کر واپس آنا ...بھول جائے۔

دھنک کی مہندی کی رسم ہورہی تھی جب شور مچا ...میوزک اسٹریٹ والے آئے ہیں۔ سب رسم کو ...چھوڑ کر راحیل کے استقبال کے لیے چلے گئے۔ اسے ...احترام سے اندر لایا گیا۔ دھنک اور رومیزہ کی ...تو باچھیں تن گئی تھیں اتنا مشہور پاپ سنگر ان کے گھر ...آیا تھا جس کے گانے انٹرنیشنل چارٹس پہ چل ...رہے تھے۔ سب اس کے گرد شہد کی مکھیوں کی طرح ...تھے۔ یہاں تک کہ دھنک بھی بار بار اس سے بات ...کررہی تھی۔ وہ تقریباً" آدھ گھنٹہ وہاں رہا۔ بیزاری ...اس کے چہرے سے ہویدا تھی۔ اس تنے تنے سے ...والی نورالصبح کو اس نے بھی دیکھا ورنہ تو آگے ...پروانہ وار لوگوں کی طرح نثار ہوتی۔ اس نے ...کو ایک اجنبی سے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی ...وہ حیران تھا۔ اس کے جانے کے بعد اس کی

کزنز نورالصبح کی جان کو آگئیں۔

"یہ راحیل کے ساتھ تمہیں اتنا فضول رویہ اپنانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ کیا سوچتا ہوگا۔ اتنا مشہور آدمی پہلی بار ہمارے گھر آیا اور تم کتنے روڈ اور انسلٹنگ طریقے سے پیش آئیں۔"

"ہاں اسے بڑے لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے کا سلیقہ ہی نہیں ہے۔" رومیزہ نے بھی دل کی بھڑاس نکالی۔

وہ چپ رہی۔ تیز لہجوں کے آگے وہ ویسے بھی بے بس ہوجاتی تھی۔ جواب دینا اس کو آتا ہی نہیں تھا اس کی اسی کمزوری سے سب فائدہ اٹھاتے تھے۔

دھنک کی رخصتی پہ راحیل پھر آیا تھا۔ اس بار اتنا ہوا کہ نورالصبح نے اسے سلام کیا' کیونکہ اس کے ساتھ نجم کی بہن نغمانہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ نجم' راحیل سے گپیں لگا رہا تھا' اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ نورالصبح کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی کیونکہ رومیزہ کڑے تیوروں سے ادھر ہی دیکھ رہی تھی۔ نورالصبح بلا خواستہ گئی ہوئی تھی' راحیل نے بھرپور طریقے سے اس کا جائزہ لیا۔ کچھ ایسا تھا اس لڑکی میں کہ وہ اسے اہمیت دینے پر مجبور ہوگیا تھا۔ پنچ کلر کے خوبصورت سے لباس میں نورالصبح کا کندنی سراپا دمک رہا تھا۔ پہلے کی طرح اس نے دوپٹہ سر پہ ٹکایا ہوا تھا۔ اس کے سراپے سے انداز سے ہم عمر لڑکیوں والی شوخی و شرارت یکسر مفقود تھی۔ نہ شرارتیں' نہ چھیڑ چھاڑ نہ ادائیں۔ یوں چپ خاموش بیٹھی وہ قدیم داستانوں کا دیو مالائی کردار لگ رہی تھی۔

"یار نجم ان محترمہ کا بایوڈیٹا تو بتاؤ۔"

بھیڑ چھٹتے ہی اس نے سوال کیا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ نجم کی بہن نغمانہ اس کے ساتھ ساتھ ہے پھر نجم کی شادی پہ بھی وہ اسے دیکھ چکا تھا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو' ویسے اتنا بتادوں کہ تم نے اس بار غلط نمبر ڈائل کیا ہے۔ وہ ایسی ویسی لڑکی نہیں ہے میں خود اس کا احترام کرتا ہوں۔"

راحیل خاموش رہا تو وہ چڑ گیا۔

"کہیں کوئی اور چکر تو نہیں ہے۔" اس کا لہجہ

مشکوک تھا۔

"نہیں یار!" راحیل نے جلدی سے سنبھل کر وضاحت کی۔

"خیر تم بے شک تردید کرو میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں ویسے یہ لوگ تمہارے اسٹیٹس کے مطابق نہیں۔ نور دو لینے میں پیچھے سے بڑھ کر نور الصبح کا مزاج اپنے سب خاندان والوں سے الگ ہے۔ کبھی کسی لڑکے کو اس سے اظہار محبت کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اپنی نغمانہ اس کی بڑی مداح ہے۔ کہتی ہے کہ لڑکیوں کو نور الصبح کی طرح مضبوط اور باوقار ہونا چاہیے۔"

نجم نے اپنے تئیں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ اتفاق سے پاس بیٹھی نغمانہ کے کانوں میں بھی ان کی کچھ باتوں کی بھنک پڑ گئی۔

"یہ آپ کس کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔؟"

"یہی دھنک کی کزن اور تمہاری دوست نور الصبح کے بارے میں میں کہہ رہا ہوں کہ وہ بڑے اوکھے مزاج کی ہے۔" نجم بے نیازی سے بولا۔

"جی نہیں۔ آپ کی غلط فہمی ہے۔ نور تو اتنی اچھی اور نرم مزاج ہے یہ بات ضرور ہے کہ عام فیشن ایبل لڑکیوں سے وہ بالکل مختلف ہے۔ اسی وجہ سے فاریہ آنٹی کو بھی اس سے شکایت ہے۔ فرسٹ ایئر سے میری نور سے فرینڈ شپ ہوئی۔ اب ہم تھرڈ ایئر میں آ گئے ہیں۔ یعنی ہماری دوستی تیسرے سال میں داخل ہو گئی ہے اس جیسی لڑکی پورے کالج میں نہیں ہے حالانکہ اس کی باقی کزنز شو آف ہیں پر یہ ایسی نہیں ہے" وہ ایک سانس میں بولتی چلی گئی۔

"پر آپ دونوں اس کے بارے میں کیوں باتیں کر رہے ہیں۔ او یاد آیا۔ دھنک نے مجھے بتایا تھا راحیل بھائی! پی سی میں آپ کا جو کنسرٹ ہوا تھا وہاں نور الصبح کی طرف سے کچھ بدتمیزی یا بدمزگی ہو گئی تھی۔"

نغمانہ کو بروقت یاد آیا تو وہ پوچھ بیٹھی مگر راحیل نے بڑی صفائی سے اسے ٹال دیا۔

پھر جانے کیا ہوا کہ وہ راحیل کے حواسوں پر طرح سوار ہو گئی۔ اس لیے نہیں کہ وہ خوبصورت تھی بس اس میں بہت سی باتیں مختلف لگی تھیں جتنی لڑکیوں سے اس کے افیئرز چلے چل رہے تھے یہ لڑکی ان سب میں منفرد تھی۔ اس نے راحیل کو اہمیت ہی نہیں دی پھر ایک اور عجیب سی عادت راحیل کو وہ عجیب ہی لگی کہ وہ اپنے حسن کو نمایاں نہیں کرتی تھی۔ راحیل کو یوں لگا جیسے وہ یہ سب جان کر کرتی ہے۔ اس کی شناسا لڑکیاں اپنے رنگ و روپ کو نت نئے طریقوں سے سامنے لاتی تھیں جو زیادہ حسین نہیں تھیں مصنوعی کیل کانٹوں سے آراستہ ہوتیں۔ ایسے زیب تن کرتیں جس سے جسمانی خوبصورتی ابھر ہوتی۔ پر یہ کیسی لڑکی تھی جسے اپنے زہد شکن حسن کا احساس تک نہ تھا۔ بے چاری احساس کمتری ماری شاید آج تک کسی نے اسے بتایا نہیں ہے کہ کتنی دلکش اور پراسرار حسن کی مالک ہے۔ ہیرے کی قدر تو جوہری جانتا ہے کیوں نہ اسے تراشا جائے مہینے اچھے گزر جائیں گے۔ یہ تو اور بھی اچھی بات کہ کسی نے آج تک اس سے اظہار محبت نہیں ہے۔" ان چھوٹی سی نوبلی لوہ کھلی تھی۔" راحیل ہونٹوں پہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی اور ذہن منصوبے کے تانے بانے میں الجھا ہوا تھا۔

☆ ☆ ☆

کچھ سوچ کر راحیل نے عاشی کا دیا فون نمبر عثمان احمد کا نمبر ملانے لگا۔ دوسری طرف سے کسی نے ریسیور اٹھایا اور اس کے استفسار کرنے پر عاشی کے علاوہ کوئی بھی گھر پہ موجود نہیں ہے۔ لائن پہ آئی خاصی حیران تھی کہ راحیل جیسے مصروف معروف شخص نے محض واقفیت کی بنا پہ خیر خیریت معلوم کرنے کا وقت کیسے نکال لیا ہے۔ پھر وہ ادا کرنے لگی۔ نور الصبح اگر اتفاق سے فون ریسیو کر

ریسیور فوراً" عاشی کو دے دیتی۔ راحیل کی ان تمام کوششوں پہ پانی پھر گیا جو اس نے نور الصبح سے بات کے سلسلے میں کی تھیں۔ وہ دن بہ دن اس میں کشش محسوس کر رہا تھا۔

اسے لگ رہا تھا کہ وہ "کچا پھل" نہیں ہے۔ جو ذرا ہاتھ بڑھانے پہ اس کی جھولی میں آ گرے گا پھر خاصی کوشش کر کے دیکھ لیا کہ ایک بار ہی وہ اس سے اکیلے میں ملنے پہ آمادہ ہو جائے تو آئندہ کبھی جانے کی جب ہر موڑ پہ ناکامی ہوئی تو وہ اور سوچنے پہ مجبور ہو گیا کیونکہ اسے اندازہ ہو چکا یوں فلرٹ کے ذریعے وہ اسے حاصل نہیں کر سکے گا۔ تھوڑی سی دل لگی اس کے لیے بہت بڑا بنتے جا رہی تھی۔ انجانے میں ہی سہی پر وہ ہو چکا تھا۔ دل کسی ننھے بچے کی طرح ہمک ایک ہی ضد کر رہا تھا۔

کو بہلاتے بہلاتے جب وہ تھک گیا تو تزئین اور ذکر کر دیا۔ طاہر تو خوشی سے کھل گئے کہ کوئی بیچ کوئی لڑکی بھائی تھا مگر تزئین قدرے پس و رہی تھیں۔

"پتا ہی نہیں ان کا بیک گراؤنڈ کیا ہے؟ کیا ہے؟ معاشرے میں ان کی کیا حیثیت ہے۔"

"مما! وہ اچھی فیملی کی ہے" اس کے فادر پہلے بزنس مین تھے بعد میں فیکٹری لگالی۔ اب تو کئی فیکٹریز ہیں، خوشحال ہیں مگر ہم سے کچھ کم" راحیل نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"ٹھیک ہے ہمیں لڑکی سے غرض ہے۔ شادی کے ہمارے نام سے جانی جائے گی۔ راحیل کو پہلی بار تو کوئی پسند آئی ہے" ہمیں یہ گولڈن چانس مس کرنا چاہیے۔"

طاہر نے آخر میں تزئین کو قائل کر ہی لیا جو یقیناً کی بہت بڑی فتح تھی۔

میں نے نجم کی مما بیگم شازینہ مرزا سے اس میں بات کی تو وہ انہیں نور الصبح کے گھر لے جانے پہ رضامند ہو گئیں پھر ایک دن انہیں اپنی آمد کی اطلاع دے کر وہ ان کے ہاں پہنچ گئیں۔ فاریہ پر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی "اتنے نامی گرامی خاندان کی عورت کا ان کے گھر آنا خالی از علت نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے تمام ملازمین کو ہدایت کی اور نور الصبح کو ڈرائنگ روم میں مہمانوں کے پاس روانہ کیا وہ مخصوص دھیمے نرم لہجے میں سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گئی۔ تزئین اس کی پڑھائی اور دیگر مشاغل کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

ان کے جانے کے بعد فاریہ نے فون اپنی طرف کھسکایا اور رحمہ بھابھی کا نمبر ڈائل کیا۔ اس بار جانے کیوں انہیں یقین سا ہونے لگا تھا کہ وہ رحمہ کو ہرا کر چھوڑیں گی۔

☆ ☆ ☆

"پھر کیسی لگی وہ آپ کو؟" راحیل بڑے اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔

"اچھی ہے پر اس کی اور تمہاری عادات میں بہت فرق ہے کیونکہ وہ اپنے اصولوں میں بہت سخت اور روایت پسند ہے۔" انہوں نے ایک گہری نگاہ راحیل پر ڈالی جس کا چہرہ دبے دبے جوش سے سرخ ہوا جا رہا تھا۔

"میرے لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے پتا ہے کہ وہ بہت کنزرویٹو ہے۔"

راحیل کا اطمینان انہیں چونکا گیا۔ انہوں نے اسے کچھ جتانا چاہا پر اس نے لاڈ سے بازو ان کے گلے میں ڈال دیے۔

"لیو اٹ مما! وہ مجھے پسند ہے اور بس یہی امپورٹنٹ ہے۔" وہ دل میں کچھ سوچ رہی تھیں" اس میں کوئی شک نہیں کہ نور الصبح انہیں اچھی لگی تھی۔ گھر بھی ٹھیک تھا۔ فاریہ نے مہمانداری بھی اپنے طریقے سے نبھائی تھی مگر کوئی بات انہیں اندر ہی اندر پریشان کر رہی تھی۔ ان کا ارادہ تھا کہ اگلی بار وہ رشتے کی بات کریں گی۔ پہلی بار انہیں یہ مناسب نہ لگا تھا پھر طاہر

بھی ساتھ نہ تھے۔

"پتا ہے' راحیل کی مما کیوں آئی تھیں؟"

رات جب وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی تو عاشی نے اس سے سوال کیا۔ وہ بیڈ شیٹ ٹھیک کر رہی تھی اس کی بات پر زیادہ دھیان نہیں دیا تو عاشی کو غصہ آ گیا۔ "مجھے تو دال میں کالا لگ رہا ہے۔"

"دال میں کالا تو لگے گا ہی' کہیں وہ تمہارے چکر میں تو نہیں ہے۔" اس کی بات غور طلب تھی۔ عاشی گھبرا سی گئی' پر فوراً" مطمئن سی ہو گئی۔

"میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں شاہد کے ساتھ انگیجڈ ہوں پھر میرے ساتھ راحیل کا رویہ ایسا نہیں ہے کہ لگے وہ مجھے پسند کرنے لگا ہے۔ البتہ تمہاری طرف کے حالات ذرا گڑبڑ ہیں۔"

عاشی نے کہا تو نور الصبح نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔ "ہونہہ۔ فضول بات نہ کرو میں نے بھی سلام دعا سے زیادہ بات نہیں کی۔ تم ہی لوگ اس کے آگے بچھ رہی تھیں' مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم ہی سب ٹھنڈی آہیں بھر رہی تھیں۔" وہ خاصی خفا لگ رہی تھی۔

"توبہ ہے تم سے' اب اسے ایسا تو مت کہو۔ اگر حلیہ سنوار لے تو واہ واہ' ویسے قدرت سے تو راحیل پیشہ ور باکسر یا ایتھلیٹ لگتا ہے اور ایسے لڑکوں پر لڑکیاں آج کل زیادہ ہی مر رہی ہیں۔"

عاشی سے رہا نہیں گیا تو بول پڑی۔

نور الصبح نے ہاتھ میں پکڑا تکیہ اسے دے مارا۔ "وہ باکسر لگے یا ایتھلیٹ' مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے' تم ہی مرو اس پر۔" اس نے چادر منہ پر تان کر بحث سمیٹنے کا گویا حتمی اعلان کیا۔

☼ ☼ ☼

تزئین اور طاہر نے راحیل کے لیے نور الصبح کا رشتہ طلب کیا تو فاریہ' عثمان بھی حیران رہ گئے۔ لیکن عثمان کو راحیل بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔ پہلی ملاقات میں انہیں اکھڑ اور بدتمیز لگا۔ فاریہ نے رسمی طور پر غور کرنے کی مہلت مانگی مگر عثمان نے ان کے جانے کے بعد کہہ دیا کہ وہ نور الصبح کا رشتہ یہاں نہیں کریں گے۔

"میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ وہ لوگ اگلے سنڈے کو منگنی کی رسم کرنے آئیں گے۔" فاریہ نے انہیں گھورتے ہوئے اطلاع دی۔

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ میری مرضی کے بغیر ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"دماغ تو تمہارا چل گیا ہے۔ اتنے زبردست خاندان سے اتنے مشہور لڑکے کا رشتہ آیا ہے ... کبھی خواب میں بھی ایسے رشتے کا تصور نہیں ہو گا۔"

فاریہ کی آواز بلند سے بلند تر ہو رہی تھی۔ ... کی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ نور الصبح کمرے کے دروازے سے لگی کانپ رہی تھی۔ عثمان کف ... چلے گئے۔ جیت ہمیشہ کی طرح فاریہ کی ہوئی' ... آخر دم تک عثمان انہیں قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

"نور' راحیل جیسے لڑکے کو پسند کر ہی نہیں ... ان کی ہماری کلاس الگ ہے' مزاج مختلف ہیں' ... و انداز' طرز زندگی جدا ہیں۔ ہم دولت میں ان کا ... نہیں کر سکتے۔ نور وہاں خوش نہیں رہے گی۔ شوبز کے لوگ کسی کے ساتھ زیادہ عرصہ مخلص نہیں رہ ... اس چکا چوند میں ہماری بیٹی اسے کب تک نظر آئے گی۔"

وہ آہستہ آہستہ بول رہے تھے۔ راحیل کا حلیہ ... کر کے ان کی طبیعت مکدر ہو گئی تھی۔

"تم سدا کے ناشکرے ہو۔" فاریہ نے حرف آخر کے طور پر کہا۔ عثمان کے کندھے کچھ اور بھی جھک گئے۔ اس عورت سے جیتنا ناممکن تھا۔

☼ ☼ ☼

راحیل کے شاندار سے گھر کے مقابلے میں فاریہ کا اپنا گھر یونہی سا لگ رہا تھا' ان کا شمار ان عورتوں ...

ہوتا تھا جو ہمیشہ ہی کمتری کا شکار رہتی ہیں۔ وہاں سے آ کر وہ اور بھی مرعوب ہو گئی تھیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ منگنی کی تقریب کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں کریں گی تاکہ طاہر اور تزئین کے حلقۂ احباب میں (اپنے تئیں اپنی کمتری) کا بھرم ٹوٹنے پائے۔ سو سارے کام ان کے ارادوں کے عین مطابق سرانجام پائے۔

منگنی کی تقریب میں اس کی تمام کزنز کی گفتگو کا محور اس وقت وہی تھی۔ راحیل بہت خوش لگ رہا تھا۔ من پسند لڑکی اتنی آسانی سے مل جائے گی اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا کیونکہ عثمان احمد کا رویہ دیکھ کر اسے ہرگز یقین نہیں تھا کہ وہ یہ پروپوزل قبول کریں گے۔ دل میں تو اسے عثمان احمد کے تیور دیکھ کر غصہ آیا تھا۔

اسے کیا خبر اس دنیا میں عثمان جیسے وضع دار اور خود دار، شریف النفس لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک دولت کی اہمیت ہاتھ کے میل کی طرح ہوتی ہے۔ یہ تو فاریہ کی لالچی فطرت تھی جس کے ہاتھوں وہ کھلونا بن گئے تھے اور دولت کمانے کی دھن میں اپنا آپ فراموش کر گئے تھے۔ ایسا تو انہوں نے نہیں چاہا تھا۔ نور الصبح اور راحیل کی منگنی پر بھی وہ خوش نہیں تھے۔

راحیل کے دوستوں نے اسے خلوص دل سے مبارکباد دی، وہ بے فکرے کھلنڈرے نوجوان اس کے اس ایڈونچر پہ خوش تھے۔ وہ نور الصبح کو بھی اس کی کوئی نئی مہم جوئی خیال کر رہے تھے۔ فاریہ کا سر اونچا ہوا جا رہا تھا۔ انہوں نے رحمہ کو شکست دے ہی ڈالی تھی۔ ان خوش باش بے فکرے لوگوں کے درمیان تین بندے ایسے بھی تھے جو اندر ہی اندر اپنی شکست کا ماتم کر رہے تھے۔ یہ رحمہ، عثمان اور نور الصبح تھے۔

☼ ☼ ☼

منگنی کے بعد راحیل کا کنسرٹ پہلی بار آرٹس کونسل میں ہو رہا تھا۔ اس نے فاریہ سے کہا کہ وہ نور الصبح کو اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے۔ وہ تو خوشی خوشی راضی ہو گئیں، جھٹ نور الصبح کو بھی تیار ہونے کو کہا۔ عاشی کا دل بھی چاہ رہا تھا۔ وہ جھٹ پٹ تیار ہو گئی، سب سے آخر میں نور الصبح نکلی۔ آ تو گئی تھی پر ابھی سے بیزار ہونا شروع ہو گئی۔ اگر فاریہ کی تلوار سر پر نہ لٹک رہی ہوتی تو وہ کبھی نہ آتی۔ ایک ایسے ہی کنسرٹ میں آنے سے راحیل اس کی زندگی پر قابض ہو گیا تھا۔ اب آئندہ جانے کیا ہونے والا تھا۔ عاشی اور اس کی ساتھ والی نشستوں پر الٹرا ماڈرن لڑکیوں کا گروپ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ راحیل کے بارے ہی میں باتیں کر رہی تھیں، اس کی نئی البم پر اظہار خیال ہو رہا تھا، لڑکیوں کے ساتھ اس کے معاشقوں کا ذکر کیا جا رہا تھا۔ اسے تو ان لڑکیوں کے خیالات سے گھن آنے لگی۔ کاشف، فراز اور سمیر بھی ڈرم، گٹار اور کی بورڈ سمیت اسٹیج پہ آ چکے تھے اور راحیل بھی مائیک سنبھال چکا تھا۔

رنگ برنگی روشنیوں کا دائرہ سمٹ کر اسٹیج پر مرکوز ہو گیا۔ پروگرام شروع تھا، نور الصبح کو یوں لگا جیسے راحیل بار بار اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ گاتے گاتے وہ اسٹیج سے اتر آیا۔ لڑکے لڑکیوں کا ہجوم بے قابو ہو گیا۔ وہ میوزک کی دھن پر جھوم رہے تھے، وہ جس جس کے قریب سے گزرتا، وہ اسے ہاتھ لگا کر چھو کر گویا کوئی سعادت حاصل کرتا۔ وہ پورے ہال میں چکراتا پھر رہا تھا۔ اب وہ اپنا مقبول ترین نمبر گا رہا تھا، یہ اس کی البم کا سپرہٹ گانا تھا، یہ گانا ٹاپ ٹین چارٹس میں پہلے نمبر پر تھا۔ کئی ہفتوں سے اس گیت کے نمبر کی پوزیشن پر فرق نہیں پڑا تھا، اسی وجہ سے راحیل کے فریش البم نے ریکارڈ توڑ سیل کی تھی اور اب انٹرنیشنل چارٹس پر بھی اس کے گانے آنے شروع ہو گئے تھے پھر حسن کے موضوع پر گائے جانے والے ایک گانے نے اسی کو بین الاقوامی میوزک کی دنیا میں شہرت دے دی تھی۔ آج کل میوزک اسٹرٹ دونوں ہاتھوں سے دولت و شہرت سمیٹ رہا تھا۔ دھڑا دھڑ انٹرویوز چھپ رہے تھے، تصویریں لگ رہی تھیں، خبریں بن رہی تھیں، باہر کے ٹورز ہو رہے تھے۔ ساتھ ساتھ راحیل کے اسکینڈلز بھی بن رہے تھے پر اسے پروا نہیں تھی، وہ زندگی کے ایک ایک سیکنڈ سے انجوائے منٹ کا قائل

تھا، پر جب سے نور الصبح اس کی زندگی میں داخل ہوئی تھی، یہ معاملہ اس کے نزدیک اہمیت اختیار کر گیا تھا۔

راحیل اس وقت اگلی رو کے نزدیک تھا، پرشور میوزک بج رہا تھا۔

تیری آنکھوں نے کیا ہے پاگل
تیرے آنچل نے کیا ہے پاگل

وہ مائیک تھامے جذبے سے گا رہا تھا۔

کیوں خوابوں میں میرے آ کر
روز کرتی ہے مجھے پاگل

کچھ بے فکرے پرجوش نوجوان اسٹیج پر چڑھ آئے۔ گانا ختم ہوا تو ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ شائقین سیٹیوں، تالیوں اور ہوائی بوسوں کی صورت میں داد دے رہے تھے۔

پروگرام رات گئے ختم ہوا۔ راحیل چاروں طرف سے ہجوم میں گھرا ہوا تھا، یہ سب اس کے پرستار تھے۔ نور الصبح جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔ اس نے عاشی کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں، اسے غائب پا کر اس کی پریشانی دوچند ہو گئی۔ ادھر عاشی راحیل کے ساتھ کھڑی تھی تاکہ ملنے جلنے والوں پر رعب پڑے۔ اسے نور کی پریشانی کا ذرہ بھر احساس نہ تھا۔ ہال تو آدھے سے زیادہ خالی ہو چکا تھا۔ آٹوگراف کے شوقین راحیل کے گرد جمع تھے۔ کچھ تصویریں بنوا رہے تھے، کچھ باہر کا رخ کر رہے تھے۔

"نور الصبح کہاں ہیں؟" وہ فراغت پا کر اس کی طرف متوجہ ہوا تو اکیلی عاشی کو دیکھ کر پوچھا۔

وہ گھبرا سی گئی، اسے اس کا خیال ہی نہیں رہا تھا۔ اس کی خفگی کا سوچ سوچ کر وہ پریشان ہو رہی تھی۔ راحیل، فراز، سمیر اور کاشف کو خدا حافظ کہہ کر عاشی کو ساتھ لیے باہر نکلا۔ ستون کے ساتھ کھڑی نور الصبح لپک کر سامنے آ گئی۔

"اب بھی کیا ضرورت تھی آنے کی، میں آدھے گھنٹے سے یہاں کھڑی جھک مار رہی ہوں۔"

وہ راحیل کو یکسر نظرانداز کر کے اس پر چڑھ دوڑی، جواباً عاشی نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑ دیے۔ جی تو چاہ رہا تھا کہ عاشی کو اور بھی کھری کھری سنائے، راحیل نے گھوم کر نئے ماڈل کی کار کا دروازہ کھولا، اسے پیچھے بیٹھتے دیکھ کر وہ چپ نہ رہ سکا۔

"میں آپ کا ڈرائیور تو نہیں ہوں، آگے بیٹھیے۔"

اس کے تیور ہار ماننے والے نہیں تھے، عاشی نے بھی آنکھوں سے اسے اشارہ کیا، ناچار وہ آگے بیٹھ گئی۔

"آپ کو پروگرام کیسا لگا؟" اس کی ایک نگاہ ذرا سی توجہ کی خاطر وہ اسے مخاطب کر بیٹھا۔

"بہت زبردست۔" اس کے بجائے عاشی کی طرف سے جواب آیا۔

"آپ ہمیشہ ہی اتنی چپ رہتی ہیں؟" پھر ایک سوال آیا۔ وہ قصداً نہیں بولی۔

"کیا میرے ساتھ بیٹھنا اچھا نہیں لگ رہا ہے؟"

ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس نے کمال جرأت سے دوسرے ہاتھ میں نور الصبح کا چھوٹا سا ہاتھ پکڑ لیا۔ نور الصبح کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے عجیب سا احساس ہوا۔ ایک ایسا احساس، جس سے وہ پہلی بار آشنا ہوا تھا، حالانکہ کسی لڑکی کا ہاتھ تھامنا، اسے چھونا اس کے لیے نئی بات نہ تھی۔

"مجھے یہ فضول باتیں پسند نہیں ہیں۔" نور الصبح اس کی اس جرأت پر شاکڈ سی ہو گئی۔ اس کی آواز دبی دبی لیکن سخت تھی۔

"اس میں کیا برائی ہے، فیوچر میں ہمارا مضبوط ریلیشن شپ ہو گا۔" راحیل کو مطلق پروا نہ تھی۔

"جب ہو گا، دیکھا جائے گا۔" وہ تنک کے بولی۔

عاشی بہری بنی ہوئی تھی یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے وہاں ہے ہی نہیں۔ نور الصبح دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ راحیل جان کر سلو ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

گھر پہنچ کر نور الصبح نے تو شکر کا کلمہ پڑھا اور بستر پر ڈھیر ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

رات میں کتابیں اٹھا کر وہ اپنے کمرے میں چلی

آئی۔ اسے ٹھنڈ محسوس ہو رہی تھی۔ ہیٹر آن کر کے وہ کتاب کھول کر پڑھنے میں مگن ہو گئی۔ جاتے دسمبر کی راتیں تھیں' ٹھنڈی اور پُراسرار۔ عاشی فاریہ کے ساتھ ایک تقریب میں گئی ہوئی تھی۔ عثمان احمد بزنس میٹنگ کا کہہ کر ابھی تک نہیں لوٹے تھے۔ یوں گھر میں وہ نوکروں کے ساتھ اکیلی تھی ممی کا گھر میں ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ اسے اپنے مشاغل سے ہی فرصت نہ تھی۔ اسے پڑھتے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ اب تو جمائیاں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ اچانک فون کی گھنٹی نے اسے ڈسٹرب کر دیا۔

"السلام علیکم۔" اس نے ریسیور اٹھایا۔

"وعلیکم السلام۔" دوسری جانب پُرشوق انداز تھا۔ وہ فوراً پہچان گئی' رگ و پے میں بیزاری کی لہر سی دوڑ گئی۔

"جی فرمایئے' کس لیے فون کیا ہے۔" اس نے اپنی ناگواری چھپانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

"رات گئے ایک لڑکا اپنی منگیتر کو کیوں فون کرتا ہے؟" معنی خیز انداز میں سوال کیا گیا۔

اس نے ریسیور کریڈل پر پٹخا۔ "گھٹیا' تھرڈ کلاس۔" گھنٹی پھر ایک تواتر سے بج رہی تھی۔

"جی فرمایئے۔" وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی۔

"اب اگر فون بند کیا تو میں آنٹی کے موبائل نمبر پر ٹرائی کروں گا اور ان کو تو آپ جانتی ہیں نا۔۔۔؟" تھوڑے عرصے ہی میں وہ فاریہ کے اختیار کا مشاہدہ کر چکا تھا' اس لیے ان کا نام لے کر اسے ڈرا رہا تھا۔ نورالصبح کے ہاتھ ریسیور پر ڈھیلے پڑ گئے۔ اگر وہ ان سے شکایت کر دیتا تو فاریہ فوراً "لتے لیتیں" اور گھر میں ایک نیا محاذ کھل جاتا' جس میں وہ کمزور پڑ جاتی۔

"اچھا جلدی سے بولیں' مجھے پڑھنا ہے۔" وہ اسی انداز میں بولی۔

"چھوڑیں کتابوں کو' مجھ سے اور انتظار نہیں کیا جاتا۔" راحیل کی بے باکانہ گفتگو ہمیشہ ہی گھٹیا لگتی تھی۔

"اچھا چھوڑیں اس بات کو' میں آپ کو ایک نظم سناتا ہوں "Long distane call" اس کا عنوان ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے پڑھی ہے' جو حالت اس وقت میری ہے وہی اس میں بیان کی گئی ہے۔"

وہ اپنی دلکش' مردانہ آواز میں وہ بے باکی کی حد کو چھوتی نظم سنانے لگا۔ نورالصبح کے رخسار تپ کر رہ گئے' اس نے فون کا پلگ ہی نکال دیا اور لائٹ بند کر کے لیٹ گئی۔ آنسو خود بخود رخساروں پہ بہنے لگے۔ اس کے لب بے آواز اپنی بہتری کی دعا مانگ رہے تھے۔

راحیل نے از سر نو نمبر ملایا۔ ہر بار ملانے پر انگیج ٹون آتی رہی تو جھنجلا کر رہ گیا' اسے یوں لگ رہا تھا جیسے نورالصبح سربفلک چوٹی ہے' جانے وہ اسے سر کر سکے گا کہ نہیں۔ صرف ایک بار وہ اس کے اسرار سے آگاہ ہو جائے تو اس کی ساری بیزاری ختم ہو جائے گی۔

☼ ☼ ☼

عاشی کی سالگرہ فاریہ دھوم دھام سے مناتی تھیں' پس پردہ دکھاوا اور نمائش مقصود ہوتی تھی' کارڈز چھپتے' مہمان بلوائے جاتے۔ نورالصبح کی سالگرہ کے انتظامات بھی فاریہ ہی کرتی تھیں۔ اس نے بذات خود کبھی خاص دلچسپی نہیں لی تھی۔

عاشی کی سالگرہ میں ہر قابل ذکر فرد مدعو تھا' عاشی بلیک کلر کے جدید تراش خراش کے سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ فاریہ گیٹ پر مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں' جبکہ نورالصبح مہمانوں کو ان کی ٹیبل تک پہنچا رہی تھی۔ کہنے کو تو یہ سالگرہ کی تقریب تھی' پر آرائش و انتظامات کے لحاظ سے شادی کی محفل سے کسی طرح بھی کم نہ لگ رہی تھی۔ فاریہ نے دل کھول کر رقم خرچ کی تھی۔ عثمان بزنس وزٹ پر برطانیہ گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر انہیں ڈولی اور رضا سے ملنے کینیڈا جانا تھا' ان کی غیر موجودگی میں فاریہ نے اپنے اور ان کے مشترکہ اکاؤنٹ سے اچھی خاصی رقم نکلوائی تھی' تب ہی تو یہ شوشا ممکن ہوئی تھی۔

راحیل' تزئین کے ہمراہ آیا تو مہمانوں میں اشتیاق کی لہر دوڑ گئی۔ فاریہ بڑے فخر و مان سے اپنے ہونے والے داماد کا تعارف کروا رہی تھیں۔ کیک کٹنے کے بعد سب کھانے پینے میں مگن ہو گئے۔ راحیل کی نگاہیں نورالصبح کا طواف کر رہی تھیں۔

"آپ یہاں اکیلی بیٹھی ہیں۔" وہ اس کے پاس آ گیا۔

"جہاں دل چاہے گا' بیٹھوں گی۔" اس وقت راحیل کی مداخلت اسے بہت بری لگی۔

"آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں۔" اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد اس کے لبوں سے تعریف برآمد ہوئی تو وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

وہ بے حد نفاست پسند تھی' پر اس شخص کا تو نفاست و ترتیب سے دور دور تک کا واسطہ نہ تھا۔ عجیب بے ڈھنگے حلیے میں رہتا تھا' اس کی پرستار لڑکیوں کا سوچ کر ہی اسے حیرت ہوتی جو اس پر پروانہ وار نثار ہوتی تھیں۔

عاشی ان ہی کی طرف آ رہی تھی۔ اس نے سکون کا سانس لیا۔ شاید کوئی معجزہ ہی اسے اس ناپسندیدہ بندھن سے نجات دلا سکتا تھا۔ جونہی عاشی بیٹھی' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ راحیل کو نجانے کیوں اپنے دل میں اندھیرے اترتے محسوس ہونے لگے۔

☼ ☼ ☼

آج عثمان احمد آ رہے تھے' کل رات ان کا فون آیا تھا۔ ان کا دورہ بہت سود مند رہا تھا۔ انہیں اپنے مال کے لیے بہترین مارکیٹ میسر آ گئی تھی۔ پہلے مرحلے پر ہی اتنے آرڈرز مل گئے تھے کہ انہیں سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ کاروباری لحاظ سے یہ ان کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ فاریہ تو اسے نورالصبح سے راحیل کی منگنی کا اعجاز تصور کر رہی تھیں۔ عثمان ایکدم سے بہت مصروف ہو گئے تھے۔ اب رحمہ کے سامنے فاریہ کو احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا پڑتا تھا۔ کاروباری حلقوں میں بھی عثمان احمد کا چرچا تھا' ادھر طاہر اور تزئین کو بھی یک گونہ اطمینان کا احساس ہوا کیونکہ وہ ان کی حیثیت تک پہنچ گئے تھے۔

عثمان احمد مصروف ہوئے تو فاریہ کو بھی سوشل ویلفیئر کا شوق اٹھا' آج بھی وہ ایک چیریٹی شو میں شریک تھیں جو ڈس ایبل بچوں کے لیے ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنی جیسی چند اور بیگمات کے ساتھ مل کر ایک کلب کی بنیاد رکھی تھی جو آئے دن ایسے شوز منعقد کرتا تھا۔ راحیل نے فاریہ سے آج پھر نورالصبح کو ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی۔ بقول اس کے کہ ایک دوست اور اس کی وائف نے ان دونوں کو کھانے پر انوائیٹ کیا ہے۔ ظاہر ہے فاریہ نے خوشی خوشی اجازت دے دی جو نورالصبح کو بڑی گراں گزری۔ اسے کبھی کبھی اپنا وجود اس حقیر چیونٹی سے بھی بدتر لگتا جو ہاتھی کے پاؤں کے نیچے آ گئی ہو۔ فاریہ نے خود اس کے لیے کپڑے نکالے۔ جاتے وقت تک وہ اسے راحیل کے ساتھ خوش اخلاقی برتنے کی ہدایت کرتی رہیں۔

راحیل اس کے ہمراہ ایک ریسٹورنٹ میں آ گیا۔

"آپ کا وہ دوست اور اس کی بیگم کب تک آئیں گے؟" اسے اس نیم تاریک اور پُراسرار سے ماحول سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

"معلوم نہیں' کب تک آئیں گے ویسے جتنی دیر سے آئیں' اچھا ہے' میں آپ سے چند باتیں تو کر لوں۔ ایسے تو آپ ہاتھ ہی نہیں آتی ہیں میں سوچتا ہوں' آپ اتنی مغرور کیوں ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں بھی شاید اتنی کشش محسوس نہ کرتا۔ خود کو عام لڑکیوں سے الگ کیوں کر رکھا ہے' اتنا زیادہ کہ ریشمی کپڑوں میں لپٹا یہ حسن دیکھنے کو میرا جی مچل اٹھتا ہے۔" اس کی الجھی الجھی سی معنی خیز گفتگو اور بیباک نگاہوں سے نورالصبح کو ہول اٹھنے لگے۔

"آپ کو مجھے تڑپانے میں بہت مزا آتا ہے' میرے دل کی حالت سمجھنے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی ہے۔"

اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور ٹیبل پر دھرے نور الصبح کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھا۔

"آپ کے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں' ویسے میں نے تو صرف آپ کے ہاتھ ہی دیکھے ہیں' مجھے یقین ہے آپ تمام کی تمام بہت۔۔۔"

"دیکھیں' پلیز خاموش ہو جائیں۔" وہ روہانسی ہو گئی۔

"میں اپنی نئی البم میں ان ہاتھوں پر کوئی خوبصورت سا گیت شامل کرنا چاہتا ہوں' اس کے لیے بہت سارے شاعروں کو پڑھ رہا ہوں' یہ نظم آج ہی نظر سے گزری جو میرے دل کی آواز ہے۔

تیرے حسن کے پیچھے
مری دیوانگی کا ایک قصہ ہے
تیرے ہاتھوں تیری زلفوں
تیرے ہونٹوں کی سرخی میں
میرا بھی اک حصہ ہے
تیری انگلیوں کی سرخ پوروں کو
ہتھیلی کے سرخ کٹوروں کو
یہ میرے ہونٹ چھو لینے کی حسرت میں ترستے ہیں۔"

"میں ابھی عاشی کو رنگ کرتی ہوں کہ آ کر مجھے لے جائے۔"

اس کی آنکھیں برسنے کو تیار تھیں' اس نے ہینڈ بیگ میں رکھے موبائل فون کو نکالنا چاہا تو راحیل نے جھپٹ کر اس کا بیگ اپنے قبضے میں کر لیا۔

"میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے جو آپ یوں نروس ہو رہی ہیں۔ آپ کے ہاتھوں کی تعریف ہی تو کی ہے۔ مجھے علم ہے کہ آپ کافی ڈرپوک ہیں۔ اتنا سا دل ہے' کبھی میں نے بھی شکایت کی ہے۔"

وہ اسے اپنی مقناطیسی نگاہوں سے کھوج رہا تھا۔ نور الصبح نے بے بسی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔

"فار یور کائنڈ انفارمیشن۔ کوئی دوست اور اس کی بیگم یہاں نہیں آئیں گی' آپ۔۔۔"

اس کی بے بسی سے محظوظ ہوتے ہوئے وہ کوئی بات کہتے کہتے رک گیا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ کرسیوں کی زد سے بچتی ہوئی' ٹکراتی ہوئی لوگوں کی نگاہوں کا خیال کیے بغیر وہ تقریباً بھاگتی ہوئی اس ریسٹورنٹ سے باہر نکلی۔ راحیل بھی تیز تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے باہر آیا۔ باقی کا راستہ خاموشی سے ہی کٹا۔ اپنے گھر کی حدود میں داخل ہوتے ہی اس کی جان میں جان آئی۔

"میں جب گھر سے نکلتی ہوں تو آیتہ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتی ہوں' شیطان مجھ پر حاوی نہیں ہو سکتا۔" اس نے گاڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

وہ گیلی گیلی آنکھوں کو رگڑتے ہوئے اندر داخل ہو گئی۔ راحیل گویا جادو کی چھڑی سے پتھر بن گیا۔

☼ ☼ ☼

شاہد بیلجیئم سے آ چکا تھا' عاشی امتحانات سے فراغت پا چکی تھی' اب اس کے سسرال والے شادی کی تاریخ مانگ رہے تھے۔ عاشی خود جہیز کی تیاریوں میں مگن تھی۔ عثمان سے مشورہ کرنے کے بعد فاریہ نے شادی کی تاریخ دے دی۔ گھر میں شادیوں والی مخصوص گہما گہمی شروع ہو چکی تھی۔ فاریہ ایک سے بڑھ کر ایک اعلا اور بیش قیمت چیز خرید رہی تھیں۔ فرانس سے عاشی کے باپ رضوان نے بھاری رقم کا چیک روانہ کر دیا تھا اور خود شادی کے روز پہنچ رہے تھے' بقول ان کے وہ بہت مصروف ہیں۔ نور الصبح کو حیرت ہوئی بیٹی کی شادی میں شریک ہونے کے لیے باپ کے پاس وقت نہیں ہے۔

نور الصبح نے آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھولا۔ عاشی اندر بستر پر اوندھی لیٹی اداس گانے سن رہی تھی۔ آج کل وہ ایسے گانے سنتی پائی جاتی' حالانکہ یہ اس کے مزاج کے خلاف تھا۔ اب بھی اسے نیّر کا گانا اسٹریو پر دھیمی آواز میں بج رہا تھا۔

میں تو جلا نیا جیون بھر

کیا کوئی دیپ جلا ہو گا

کمرے میں مکمل اندھیرا تھا' یہاں تک کے پردے بھی برابر تھے۔ اس نے لائٹ جلائی۔

"عاشی! یہ اداس گانے سننے کی کیا تک ہے۔ اٹھو' دیکھو تو امی تمہارے لیے گولڈ کا کتنا خوبصورت سیٹ لائی ہیں۔"

اس نے یوں ظاہر کیا جیسے ابھی ابھی آئی ہو۔ عاشی نے اس کی طرف دیکھا۔ آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھ کر اس کا دل کٹ سا گیا۔ صاف لگ رہا تھا وہ کافی دیر سے رو رہی ہے۔

"کیوں رو رہی ہو؟" اس نے عاشی کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"ڈیڈی نے کہا ہے کہ میرے پاس شادی کے دن بھی آنے کے لیے شاید وقت نہ ہو' کیا میں ان کے لیے اتنی غیر اہم ہوں۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ نور الصبح خود بھی اس کے ساتھ رونے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا کہ عاشی کو کیسے بہلائے۔ وہ بہت حساس لڑکی تھی' باپ کے نہ آنے کو شدت سے محسوس کر رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

عاشی کی شادی پر ڈولی بھی آ رہی تھی۔ فاریہ بہت خوش تھیں کیونکہ ڈولی ان کی ہم مزاج بلکہ ان کا دوسرا روپ تھی۔ شاہد روزانہ آ جاتا اور عاشی اس کے ساتھ خریداری کے لیے چلی جاتی' اس نے خود کو بظاہر بہلا لیا تھا۔ اُدھر وومنز کلب کی خواتین میں فاریہ کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ عاشی کے لیے وہ جس دریادلی سے شاہ خرچی کر رہی تھیں' اسے سب بیگمات سراہ رہی تھیں۔ بے شک بھائی کی بیٹی ہو۔ کون اتنی سخاوت' دریادلی اور ایثار محبت کرتا ہے۔ ہر طرح واہ واہ اور داد و تحسین کے ڈونگرے برس رہے تھے اب وہ واقعی رحمہ سے آگے نکل گئی تھیں' بلکہ بہت آگے۔

عثمان آج آفس سے جلدی آ گئے تھے۔ نور الصبح نے ان کے لیے چائے ٹیبل پر لگوائی' وہ فریش ہو کر آ گئے۔

"نعمان! فوراً میرا سوٹ کیس اور بیگ تیار کرو۔" وارڈ روب سے کپڑے منتخب کرتے ہوئے عثمان بہت مصروف تھے۔ اِدھر چائے پر سب ان کا انتظار کر رہے تھے' کافی عرصہ بعد فاریہ بھی چائے پر ان کا ساتھ دے رہی تھیں۔ عاشی کی شادی کی وجہ سے انہوں نے اپنی بیرونی سرگرمیاں کم کی ہوئی تھیں۔

"میں تقریباً چھ سات روز کے لیے اسلام آباد جا رہا ہوں۔" عثمان نے بیٹھتے ہی مطلع کیا تو فاریہ پریشان ہو گئیں۔

"عثمان! شادی میں دو ہفتے رہ گئے ہیں' تم جلدی آنے کی کوشش کرنا۔"

"میں کام ختم ہوتے ہی آ جاؤں گا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنی بیٹی کی شادی میں شرکت نہ کروں۔" انہوں نے پاس بیٹھی عاشی کا سر تھپکا تو اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

عثمان چائے کے گھونٹ بھرتے ہوئے سرسری نگاہوں سے ٹیبل پر دھرے شام کے اخبارات کا جائزہ بھی لے رہے تھے۔ ایکدم ان کے چہرے کا رنگ بدلا اور نتھنے غصے سے پھڑکنے لگے۔

"No not at all" اخبار ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ تینوں حیران تھیں کہ یکایک انہیں کیا ہوا ہے' جو وہ یوں غصے میں آ گئے ہیں' حالانکہ وہ بڑے دھیمے اور ٹھنڈے مزاج کے تھے۔

"عثمان! کیا ہوا ہے؟" فاریہ نے ان کا شانہ ہلایا تو وہ اسی عالم میں دھاڑے۔

"تو پڑھ لو اس لفنگے کے کارنامے۔"

انہوں نے لفنگے پر زور دیتے ہوئے اخبار فاریہ کی طرف پھینکا۔

"آج کل اس طرح کے اسکینڈلز بننا عام سی بات ہے۔ جھوٹی خبریں لگانا تو ان ایوننگ پیپرز کا پسندیدہ مشغلہ ہے' مجھے تو یہ اس کے خلاف مہم لگ رہی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' اس کے خلاف یہ پروپیگنڈا ہے جو دوسرے بینڈز کافی عرصے سے کر رہے

ہیں۔" ان کا اطمینان قابل دید تھا۔

"یہ اخبار نے لکھا ہے۔" وہ چیخ کر بولے۔

"عثمان! کول ڈاؤن پلیز۔" فاریہ نے ان کا کندھا دبایا تو انہوں نے ان کے ہاتھ جھٹک دیے۔

"یہ جھوٹی خبر ہے۔"

"پر یہ تصویر جھوٹی نہیں ہے۔" انہوں نے پھر اخبار فاریہ کی طرف بڑھایا۔

"تصویر بھی جھوٹی ہے' سائنس نے بڑی ترقی کرلی ہے۔ بالفرض اگر یہ سچ بھی ہے تو اس عمر میں سب لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ انجوائے منٹ کا حق ہر کسی کو ہے۔ صحافی فضول باتیں چھاپتے ہیں۔" فاریہ کی بے نیازی برقرار تھی۔

"وہ اچھا لڑکا نہیں ہے۔" عثمان نے دانت پیسے۔

"بہت اچھا لڑکا ہے راحیل۔" فاریہ نے پھر اس کی حمایت کی۔

"ہاں ہاں' میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں ایسے اخلاق باختہ لڑکے سے ہرگز اپنی بیٹی کی شادی نہیں کروں گا' آج ہی یہ انگوٹھی ان کے منہ پر دے مارو۔ تم کیسی ماں ہو' سب کچھ جانتے ہوئے بھی حمایت کر رہی ہو' ہم آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگل سکتے۔ بس ختم کرو یہ سب' دس از ٹو مچ۔" عثمان کا لہجہ قطعی اور بے لچک تھا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں بچوں جیسی بات کر رہے ہو۔ اتنے اچھے لڑکے سے رشتہ ختم کروں۔ ویسے بھی تمہاری لاڈلی کی مشرقیت کی وجہ سے ہمارے سرکل کے لوگ ہنستے ہیں' اب کون اس کا رشتہ مانگے گا۔ شکر کرو اتنی اچھی اور امیر فیملی میں اس کا رشتہ ہوا ہے۔" انہوں نے اپنے تئیں عثمان کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"میری بیٹی اتنی گری پڑی نہیں ہے جو اس کے لیے اچھا لڑکا نہیں ملے گا۔ ویسے بھی اس ٹائپ کا لڑکا میری بیٹی کے قابل نہیں ہے۔ راحیل کی دولت کی وجہ سے تمہیں اس کی برائیاں بھی اچھائیاں نظر آ رہی ہیں۔ وہ شوبز کا بھنورا ہے' ایسے لوگ کبھی اچھے شوہر ثابت نہیں ہو سکتے۔"

"ہاں ہاں' تم تو پہلے ہی راحیل کے خلاف تھے' احساس کمتری کے مارے مگر جان لو' نور کا رشتہ یہیں برقرار رہے گا۔" فاریہ خم ٹھونک کر مقابلے پر اتر آئیں۔

عاشی دونوں میں مصالحت کروانے کی کوشش کر رہی تھی' جبکہ وہ ٹکر ٹکر دونوں کی صورت دیکھ رہی تھی۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں' منگنی کی انگوٹھی کو اس لفنگے کے منہ پر دے مارو' ورنہ واپس آ کر مجھے خود یہ کام کرنا پڑے گا۔ نور! تم یہ انگوٹھی اتار کر اپنی ماں کو دے دو۔" وہ کہتے ہوئے اندر چلے گئے' ان کی فلائٹ کا وقت ہو رہا تھا' نوکر ان کا سامان گاڑی میں رکھ چکا تھا۔ نور الصبح ابھی تک وہیں کھڑی تھی' بے جان سے انداز میں۔ ماں باپ کے روز روز کے جھگڑوں سے وہ پریشان ہو جاتی تھی۔ عثمان جانے سے پہلے دوبارہ اس کے پاس آئے' اسے اپنے ساتھ لگایا اس کے آنسو پلکوں کی حدود توڑ کر گالوں پر آ گئے۔

"ڈونٹ وری' میں تمہاری مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہونے دوں گا۔"

اسے تسلی دے کر وہ چلے گئے۔ نور الصبح کا دل چاہا کہ انہیں روک لے۔ اس کا دل گواہی دے رہا تھا' کوئی طوفان دبے قدموں ان کے گھر کا رخ کر رہا ہے۔ ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے سے وہ ان دونوں کی جھڑپیں دیکھ رہی تھی۔ شکست ہمیشہ عثمان کا مقدر بنتی تھی۔ اسے ماں سے خوف آتا تھا کیونکہ وہ اسے باپ کا حمایتی کہتی تھیں' نہ جانے اس کے ساتھ وہ سوتیلوں والا سلوک کیوں کرتی تھیں' حالانکہ وہ ان کے ڈر سے ان کا ہر حکم مانتی تھی پھر بھی وہ اس سے خوش نہیں ہوتی تھیں۔ عاشی فاریہ کو اندر لے جا چکی تھی۔

اس نے بے جان ہاتھوں سے اخبار اٹھایا جس کی وجہ سے یہ سارا فساد ہوا تھا۔ "مشہور پاپ سنگر اور میوزک آرٹسٹ کے روح رواں راحیل گیلانی نیو ایئر نائٹ کے موقع پر ماڈل گرل بینی کے ساتھ انجوائے

کرتے ہوئے۔"

اخبار نے تصویر کے نیچے سرخی جمائی تھی' مزید خبر میں بتایا گیا تھا کہ راحیل اور نئی ماڈل گرل پنکی جو توبہ شکن حسن کی مالک ہے۔ آج کل دونوں ایک ساتھ دیکھے جارہے ہیں۔ قرین قیاس ہے دونوں جلد شادی کرلیں گے۔

اسے پنکی اور راحیل کا ہوشربا پوز دیکھ کر پسینے آگئے۔ اس نے اخبار رکھ دیا۔ اسے اس بات کا دکھ نہیں تھا' راحیل ایک غیر لڑکی کو بانہوں میں لیے کھڑا ہے' بلکہ اسے خدشہ تھا کہ فاریہ اپنی برتری جتانے کے زعم میں عثمان احمد کو شکست دینے کے لیے کوئی انتہائی قدم نہ اٹھالیں۔ آنے والا وقت اسے خوفزدہ کررہا تھا۔ مرے مرے قدموں سے وہ اندر جارہی تھی مگر فاریہ کی آواز نے قدم وہیں روک دیے۔ وہ فون پر راحیل سے بات کررہی تھیں۔

"مائی سن آئی نو۔ یہ سب جھوٹ ہے' تمہارے مخالف تمہاری مقبولیت سے خائف ہوکر یہ حربے استعمال کررہے ہیں۔" فاریہ کا لہجہ اتنی شیرینی لیے ہوئے تھا کہ کچھ دیر پہلے ہونے والی بدمزگی کا شائبہ تک نہ تھا۔

"اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔" ان کے لہجے میں عزم تھا۔ وہ پلٹ کر باہر آگئی۔

ادھر راحیل نے فون رکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔ اسے عثمان اور فاریہ کی طرف سے سخت ردعمل کی توقع تھی' پر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ وہ بہت آسودہ تھا۔ پارٹی میں صحافی شاید اس کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ پنکی کے ساتھ وہ تصویر بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ اس نے بھی کون سی احتیاط کی تھی۔ جذبات کے ہاتھوں بے قابو ہوگیا تھا۔ پنکی اس کے ساتھ ایک مشہور گانے میں پرفارم کررہی تھی۔ خوش شکل ماڈل تھی' آج کل راحیل کے ساتھ پنکی کے اسکینڈل کا بڑا چرچا تھا۔ وہ نور الصبح والے سلسلے میں ناکامی سے بہت جھنجلایا ہوا تھا۔ پنکی کی زلفوں کی چھاؤں میں اپنے جلتے دل کو بہلانے کی سعی کررہا تھا۔ شوبز میں آنے سے پہلے بھی اس کی کئی لڑکیوں سے دوستی تھی۔ ان کی کلاس میں ایسی مخلوط دوستیوں اور میل ملاپ کو برا نہیں تصور کیا جاتا تھا۔ نور الصبح پہلی ملاقات ہی میں اس پر اپنا اثر چھوڑ گئی تھی۔ اس کے گریز میں بھی راحیل کو کشش محسوس ہوتی تھی' عام طور پر وہ لڑکیوں سے دوستی کے ابتدائی مرحلے میں ہی بیزار ہوجاتا تھا' لیکن "وہ" اس کی زندگی میں آنے والی واحد لڑکی تھی جس سے وہ ابھی تک ذرہ بھر بیزار نہیں ہوا تھا۔ بلکہ دن بہ دن اس کی طلب و خواہش بڑھتی جارہی تھی۔

٭ ٭ ٭

تین روز سے مسلسل یہی ہورہا تھا' فاریہ صبح سویرے نکلتیں اور رات گئے لوٹتیں۔ نور الصبح پریشان سی تھی جانے کیوں ان کی حرکتیں پُراسرار سی تھیں۔ شام میں وہ سو کر اٹھی تو ڈرائنگ روم سے باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مار کر وہ باہر نکلی تو عاشی اسی طرف آرہی تھی۔

"اٹھ گئی ہو' ڈرائنگ روم میں آجاؤ' پھوپھو بلارہی ہیں۔" وہ بہت سنجیدہ لگ رہی تھی۔

نور الصبح جیسے ہی اندر داخل ہوئی' ٹھٹک کر رک گئی۔ اندر راحیل' تزئین' طاہر' آنٹی شہلا اور کچھ اجنبی صورتیں تھیں۔ بائیں ہاتھ والے صوفے پر ایک باریش شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر رجسٹر اور پین رکھا ہوا تھا۔ فاریہ اسے وہیں کھڑے دیکھ کر خود اس کے قریب چلی آئیں۔

"اس گھر کی مضبوط بنیادیں تمہارے آئندہ اقدام پر ہی قائم رہ سکیں گی۔ میں جو کہوں چپ چاپ کرتی جاؤ ورنہ میں سب کچھ چھوڑ کر رضوان کے پاس چلی جاؤں گی۔"

وہ دھیمی آواز میں بولیں اور اس کے سرد وجود کو تزئین کے ساتھ لا بٹھایا۔

"مولوی صاحب! شروع کریں۔" اسے سر جھکائے دیکھ کر طاہر' باریش شخص سے مخاطب

ہوئے۔

"آنا" فانا" نکاح کی رسم انجام پائی۔ وہ سب ہوگیا جس کے نہ ہونے کی وہ دعائیں مانگا کرتی تھی۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کیے۔ نکاح کے بعد مٹھائی پیش کی گئی۔ عاشی نے ایک ٹکڑا اس کے منہ میں ڈالا تو اس نے بمشکل نگلا۔

"جیسے ہی عثمان کا فون آیا' میں پریشان ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے کہ کوئی اور اسکینڈل بنے' میں آپ سے بات کروں۔ اب نکاح تو ہوچکا ہے۔ رخصتی عثمان کی واپسی پر دھوم دھام سے ہوگی۔"

وہ سب کو بتارہی تھیں۔ ہنس ہنس کر باتیں کرتی فاریہ اسے ہرگز اپنی ماں نہیں لگ رہی تھیں۔ یہ تو کوئی اجنبی صورت تھی' مائیں ایسی سنگدل اور بلیک میلر نہیں ہوسکتیں۔ وہ جیت گئی تھیں۔ انہوں نے منصوبہ بنایا تھا کہ عاشی کی شادی کے دن وہ عثمان کی موجودگی میں راحیل اور اس کے نکاح کا اعلان کریں گی۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں اپنی عزت کے ڈر سے عثمان چپ ہی رہتے اور رخصتی پر راضی ہوجاتے۔ یوں ان کی جیت مکمل ہوجاتی۔

٭ ٭ ٭

"طاہر! یہ کچھ آکورڈ سچویشن نہیں ہے۔ مجھے تو یہ سب عجیب سا لگ رہا ہے۔ نکاح میں نور کے چچا یا تایا میں سے کوئی بھی شریک نہیں تھا۔ بھلا اسکینڈلز کا ایسا بھی کیا خوف۔ باپ نے اسلام آباد سے فون پر کہا کہ بچی کا نکاح کردو۔ ہو نہ ہو کوئی چکر ہے۔ فاریہ نے اتنی جلدی مچائی کہ میں کچھ سوچ ہی نہ سکی۔ ایک ہی بیٹا ہے ہمارا۔ کتنے ارمان تھے۔ یہ کروں گی' وہ کروں گی مگر سمجھو چوری چھپے اس کا نکاح ہوا ہے۔ لوگوں کے لیے' ہمارے فرینڈز کے لیے تو یہ سرپرائز ہی ہوگا۔"

میک اپ صاف کرتے ہوئے تزئین نے اپنے خدشات کا اظہار کیا۔

"میں بھی حیران ہوں۔ رحمہ بتارہی تھیں کہ عثمان راحیل کی حرکتوں کو ناپسندیدگی سے دیکھتے ہیں پھر کیا یک وہ نکاح پر راضی کیسے ہوگئے۔ انہوں نے پنکی اور راحیل کے اسکینڈل کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں کہا۔ ادھر راحیل بھی بہت پُرجوش ہورہا تھا۔ میرے سوچنے سمجھنے کی طاقت بھی تمہاری طرح ختم ہوگئی تھی۔ اب دھیان میں آرہا ہے۔"

طاہر بھی پریشان سے ہوگئے تو تزئین نے انہیں تسلی دی۔

"آپ ٹینشن نہ لیں' عثمان پرسوں آرہے ہیں' اصل بات پتا چل جائے گی۔ ویسے ہمارے راحیل کو اس کی منزل ملنے کی خوشی میں ہمیں بھی خوشی منانا چاہیے۔" تزئین نے ان کا ذہن دوسری طرف موڑ دیا۔

٭ ٭ ٭

ڈولی اپنے شوہر اور بیٹے کے ہمراہ آئی تو عاشی کی شادی کی رسمیں شروع ہوگئیں۔ عثمان بھی آگئے تھے۔ نور الصبح کی اجڑی اجڑی آنکھیں دیکھ کر انہیں گمان بھی نہ ہوا کہ کیا سانحہ ہوچکا ہے۔ عاشی کی رخصتی کے روز ڈولی نے بمشکل گھسیٹ کر اسے کمرے سے باہر نکالا۔ فاریہ نے دھماکہ کر ہی دیا۔ انہوں نے اس اہم محاذ پر عثمان کو ہرا کر چھوڑا تھا۔

"نہیں' یہ نہیں ہوسکتا۔" عثمان کو یقین نہیں آرہا تھا۔

"میں ایسا کرچکی ہوں' تمہاری لاڈلی بیٹی کی بھی یہی مرضی تھی۔" انہوں نے سفید جھوٹ بولا۔

"تم مذاق کررہی ہو ناں۔" عثمان کے لہجے میں تذبذب تھا۔

"ایسے سنجیدہ معاملے میں مذاق نہیں کیا جاسکتا۔" فاریہ بھی سنجیدہ تھیں۔ عثمان نے انہیں جھنجوڑ ڈالا۔

"تم نے یہ کیا کر ڈالا؟"

وہ شاک کی کیفیت میں تھے' نور الصبح کو بلایا' مرے مرے قدموں سے وہ ان کے قریب آکر رک گئی۔

"یہ سچ ہے؟"

وہ نظریں زمین پر گاڑے رہی۔ تمام مہمان دم بخود انہیں دیکھ رہے تھے۔ راحیل، تزئین اور طاہر جو ابھی ابھی آئے تھے، حیران سے تھے۔

"میں پوچھ رہا ہوں تم سے؟۔ یہ سب تمہاری مرضی سے ہوا ہے؟" وہ زور سے دھاڑے۔

نور الصبح ہنوز اسی پوزیشن میں تھی۔

"کیا اس گھر میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے؟"

انہوں نے زندگی میں پہلی بار فاریہ پر ہاتھ اٹھایا اور نور الصبح کو دھکا دے کر آگے سے ہٹایا۔

"اور تم نکل جاؤ یہاں سے۔"

"عثمان! ہوش میں آؤ کیا کر رہے ہو؟" سفیان نے انہیں روکا۔

زندگی میں پہلی بار وہ انہیں اس قدر غصے میں دیکھ رہے تھے۔

"میں کہتا ہوں اس سے کہو میری نگاہوں سے دور ہو جائے ورنہ میں خود کو شوٹ کر لوں گا۔"

وہ اپنا پستول لینے اندر کی طرف لپکے شاہد اور رضا ان کے پیچھے بھاگے۔ سفیان نے ڈولی کو اشارہ کیا کہ نور الصبح کو یہاں سے لے جائے۔ اس تمام عرصے میں وہ تینوں خاموش رہے تھے۔ اب پتا چلا تھا کہ فاریہ نے جھوٹ بولا ہے۔ انہیں اپنی سخت توہین محسوس ہو رہی تھی۔

فاریہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ غم و غصے سے ان کی حالت تباہ ہو رہی تھی۔ زندگی بھر عثمان نے کبھی ان سے اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی۔ اتنی کھلی بے عزتی کا تو تصور محال تھا۔ کتنی شرمناک صورتحال تھی۔ یوں کھلے عام شہر بھر کے معززین کے سامنے عثمان نے ان پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ روتی ہوئی وہاں سے ہٹ گئیں۔ کاش زمین پھٹتی اور وہ اس میں سما جاتیں۔ تمسخرانہ نگاہوں کا سامنا کتنا دشوار ہوتا ہے انہیں پہلی بار علم ہوا تھا۔

"نور سے کہو یہاں سے چلی جائے اور آئندہ مجھے اپنی شکل نہ دکھائے۔" انہوں نے دروازہ لاک کر لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"پلیز انکل! نور کو لے جائیں۔ ہم پاپا کو کول ڈاؤن کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس وقت وہ بہت ڈسٹرب ہیں۔" ڈولی نے جیسے طاہر کی منت کی۔

"ارے نہیں بیٹا! ایسے نہ کہو نور ہماری بیٹی ہے۔ ہم اسے ضرور لے جائیں گے۔ وہ ہمارے ساتھ چلے گی، سوچن کر۔"

ان کے جواب سے تو ممی کی پریشانی دور ہو گئی۔ ادھر وہ عثمان کے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی تھی۔

"اللہ کے لیے ابی دروازہ کھولیں۔ ایسے مت کریں بے شک مجھے گولی مار دیں۔" وہ پاگلوں کی طرح دروازہ پیٹ رہی تھی۔ یہ دروازہ تو اس کی قسمت کی طرح بند ہو چکا تھا بے کھلا۔

ڈولی نے روتی تڑپتی نور الصبح کو بمشکل گاڑی میں بٹھایا۔

"فکر مت کرو ہم ڈیڈی سے بات کریں گے۔" اس نے تسلی دی۔ ادھر سفیان، تزئین اور طاہر سے معذرت کر رہے تھے۔

"عثمان کی طرف سے ہم معافی مانگتے ہیں۔ دراصل یہ سب لاعلمی کی وجہ سے ہوا ہے۔" شادی کا گھر اچھا خاصا تماشا گاہ بن گیا تھا۔ عورتیں کھسر پھسر کر رہی تھیں۔

عثمان احمد کو منانے اور ٹھنڈا کرنے کی تمام کوششیں بے کار گئیں۔ دونوں بھائیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ بچی کو سیدھے بھاؤ رخصت کرو مگر وہ سنتے ہی بے قابو ہو گئے البتہ طاہر سے انہوں نے اپنے نامناسب رویے کی معذرت ضرور کی۔

"اگر کسی نے نور الصبح سے ملنے یا گھر لانے کی بات کی تو اچھا نہ ہوگا۔" انہوں نے فاریہ سمیت سب کو دھمکی دی۔ "اگر کوئی نور الصبح سے ملا تو اس گھر میں اس کا آخری دن ہوگا۔"

فاریہ کا سارا دم خم نکل گیا تھا۔ اب ان کی تنی گردن میں خم تھا۔ کلف دار شخصیت ہلکی ہوئی تھی وہ تو سب سے چھپتی پھر رہی تھیں۔ سارا دن کمرے میں بند رہتیں۔ اب تو انہیں ڈیپریشن کے دورے پڑنے لگے

تھے۔ ڈولی جا چکی تھی۔ سنی کو دوستوں سے فرصت نہ تھی رہ گئے عثمان تو وہ صدیوں کے اجنبی نظر آنے لگے تھے۔

☼ ☼ ☼

"طاہر! اب کیا کریں۔ اس معاملے کو یوں تو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ سوسائٹی میں ہمارا ایک نام ہے۔ اس عمل سے ہماری کتنی انسلٹ ہوئی ہے۔ راحیل کا تمہیں پتا ہے۔ وہ کتنا بے لگام ہے۔ نور کے والدین سے کوئی توقع نہیں ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔" طاہر اور تزئین اسی مسئلے پہ سوچ بچار کر رہے تھے۔

"ٹھیک ہے کچھ کرتے ہیں، پہلے ہی بڑی جگ ہنسائی ہو چکی ہے۔" طاہر نے کہا تو تزئین نے اثبات میں سر ہلایا۔

نور الصبح بہت چپ چپ تھی۔ جب سے راحیل ولا میں آئی تھی۔ اس کی یہی حالت تھی۔ کھانا پینا بھی برائے نام تھا۔ سب اس کی خاموشی کو محسوس کر رہے تھے۔ راحیل اس کی اس کیفیت سے پریشان سا تھا۔ دل پہلی بار اس کی طرف سے نرم ہوا تھا۔

تزئین نے شادی کی تقریب کی تو وہ گم صم ہو گئی۔

"ابو کے بغیر میں ہر خوشی خود پہ حرام سمجھتی ہوں۔" وہ رونے لگی۔

"ایسا کب تک ہوگا۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ لوگ ہم پہ ہنسیں گے، باتیں بنائیں گے۔ اب تم عقل سے کام لو۔ طاہر! آپ کارڈ چھپنے کو دے آئیں۔ میں تیاری کرتی ہوں۔" تزئین کا انداز قطعی بے لچک تھا۔

"پلیز آنٹی! ایسے مت کریں۔ ابو مان جائیں گے۔ ان کی مرضی کے بغیر۔"

نور الصبح کا بولتے بولتے سانس پھول گیا۔ کھڑے کھڑے وہیں گر گئی۔ طاہر بھاگ کر اس کی طرف لپکے، فوراً اسے ہاسپٹل لے جایا گیا جہاں ڈاکٹر نے بتایا کہ نور الصبح کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا ہے۔

"ایک تو بچی اتنی مشکل صورتِ حال میں گرفتار ہے اوپر سے تم بھی۔ ایسا ہوتا ہی تھا۔ میں نور کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ لوگ جو چاہیں کہیں، مجھے پروا نہیں ہے۔ اس کی حالت دیکھ رہی ہو۔ بھلا اس حالت میں شادی ہو سکتی ہے۔" طاہر آہستہ آہستہ رسان سے بول رہے تھے تزئین شرمندہ سی ہو گئیں۔

☼ ☼ ☼

نور الصبح ہاسپٹل سے آ گئی تھی مگر اس کے اندر سے جینے کی امنگ ہی ختم ہو چکی تھی۔ سارا دن لیٹی بے معنی سوچوں سے نبرد آزما رہتی۔

وہ نہا کر نکلی تو سکینہ ہاتھی دانت کے دستے والی کنگھی سے اس کے بال سنوارنے لگی۔ چند منٹ بعد اس نے سکینہ کے ہاتھ سے کنگھی لے لی۔

"مجھے دو میں خود کر لیتی ہوں۔" سکینہ اٹھ گئی جونہی وہ باہر نکلی۔ راحیل آ گیا۔ اس کے ہاتھ وہیں تھم گئے۔ راحیل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ پہلے بھرپور نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا۔ وہ کافی کمزور ہو گئی تھی مگر اسے پہلے کے مقابلے میں بڑھ کر دلربا، کشش لگی اس کے پُر فسوں سراپے میں اداسی گھل گئی تھی۔

"بھئی! آنکھیں اٹھائیں، ہمیں جان بنائیں۔ کیا کوئی کھانے سے روکتا ہے۔" اس نے گفتگو کا آغاز کیا۔ "ایک ایک کر کے دن گزارے ہیں، آپ کے انتظار میں۔ آپ کے والدِ محترم کم تھے جو اب آپ بھی جان جلانے پر تل گئی ہیں۔"

"میں نے کیا کیا ہے؟" راحیل کے طنز سے والدِ محترم کہنے پہ اس کے دل کو دھکا لگا۔ اور آنکھوں کے پیالے چھلک پڑے۔ لہجے میں وہ غرور بھی نہیں تھا جو اس کی شخصیت کا حصہ تھا۔ دبے دبے انداز میں بولتی وہ کتنی مختلف اور خوفزدہ لگ رہی تھی۔ آج کل اسے رونے کے لیے معمولی بہانے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ جھلمل کرتے آنسو دیکھ کر اس کا نرم ہوتا دل پھر سخت ہو گیا۔

"ایسا کیا ظلم کیا ہے میں نے؟"

راحیل اس کے سامنے گیا۔ نورالصبح کو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کے انداز سے خوف آتا تھا۔ عجیب ضدی، بیباک اور ہٹ دھرم سی آنکھیں تھیں۔ سب کچھ منوا لینے کا عزم لیے ہوئے قدرے شوخ اور شریر سی چمک والی، وہ کبھی کبھی سوچتی لڑکیاں شاید اس کی آنکھوں کی وجہ سے اس کی پرستار ہیں۔ جب وہ آنکھوں کی زبان میں بات کرتا ہو گا تو کس کس کا دل گھائل نہ ہوتا ہو گا۔ وہ اس کی خاموشی سے جھنجلا گیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔ تزئین اور طاہر نے اسے نورالصبح کی مجبوری اور پریشانی کا حوالہ دیا تھا۔ بظاہر تو وہ ان کی بات مان گیا تھا اندر ہی اندر غصے سے کھول رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ بہت دن کے بعد گھر سے باہر نکلی تھی۔ قریبی پارک میں اس وقت بہت رش تھا۔ بچے بڑے مرد عورتیں سب ہی موجود تھے اور اپنے اپنے طور پہ لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کافی دیر کے بعد اسے گھر لوٹنے کا خیال آیا۔ مغرب کا وقت ہونے والا تھا۔ پارک بھی آہستہ آہستہ خالی ہو رہا تھا۔ اس نے بھی واپسی کا قصد کیا۔ تھکے تھکے قدموں سے وہ گھر کا فاصلہ طے کرنے لگی، روز و شب ایک اداس اور بوجھل کر دینے والے سفر سے گرد آلود محسوس ہو رہے تھے۔ ایک پژمردگی ہر وقت اس کا احاطہ کیے رہتی۔ تزئین اور طاہر خود اس کی طرف سے پریشان رہتے تھے۔

کچن سے برتنوں کے ٹکرانے اور ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا دھم سا شور ہو رہا تھا۔ اس نے دروازے سے ہی جھانک کر اندر مصروفِ عمل سکینہ سے ایک کپ چائے بنانے کی درخواست کی اور لاؤنج کی طرف آ گئی۔

وہاں موجود اجنبی صورت کو بے تکلفی سے براجمان دیکھ کر سٹپٹا سی گئی۔

"جی آپ کون؟" وہ رک رک کر بولی تو وہ جو کوئی بھی تھا۔ پوری طرح اس کی طرف گھوم گیا۔

نورالصبح کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ غور سے دیکھنے پہ وہ بمشکل اسے پہچان پائی، بچ مچ وہ راحیل تھا بالکل بدلے ہوئے حلیے میں۔ کندھوں سے نیچے لٹکتے بال غائب تھے، گھٹنوں سے پھٹی سوراخ زدہ جینز کی جگہ وہ قیمتی اور نفیس سی پینٹ میں ملبوس تھا گریبان جو ہمیشہ کھلا رہتا تھا آج وہاں موٹی زنجیر نہیں تھی بلیک شرٹ اور پینٹ میں ملبوس اپنے ایک دم بدلے حلیے میں وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

بہت دیر بعد اسے احساس ہوا کہ وہ پاگلوں کی طرح اسے گھورے جا رہی ہے، وہ کچھ دیر قبل ہی آیا تھا۔ مما بہت خوش تھیں خود کچن میں سکینہ اور زیبو کو ڈنر کے بارے میں بتانے گئی تھیں۔

رات کے کھانے پہ طاہر بھی موجود تھے۔ راحیل نے اعلان کیا کہ وہ آفس پابندی سے جائے گا۔ طاہر بہت خوش ہوئے کہ اسے خیال آ ہی گیا۔

☼ ☼ ☼

نورالصبح جب ناشتے کی ٹیبل پہ پہنچی تو صرف راحیل ہی تھا۔ تزئین سو رہی تھیں۔ طاہر آفس جا چکے تھے۔ وہ بھی مصروف سے انداز میں ناشتہ کر رہا تھا اس کے گلے میں تولیہ موجود تھا جو ظاہر کر رہا تھا کہ وہ واش روم سے ابھی ابھی آیا ہے کیونکہ اس کے گیلے بال ماتھے پہ آ رہے تھے۔ اس کے بیٹھتے ہی وہ چائے کی پیالی لے کر اٹھ گیا۔

اس کے ٹیبل پہ رکھے موبائل فون کی بپ ہو رہی تھی۔

"ہیلو!" دوسری طرف عاشی کی پُرجوش آواز تھی۔

"زبردست بھئی! ہم نے تو آپ کو پہچانا ہی نہیں۔ بڑے ڈیشنگ لگ رہے ہیں پرسوں ٹی وی پہ آپ کا شو دیکھا ہے۔ مرنے والی حسینوں میں اضافہ ہو گیا ہو گا۔ شاید بھی حیران ہیں۔"

عاشی تعریف کر رہی تھی۔ پریس نے بھی اسے سراہا تھا اور "چارمنگ بوائے" کا خطاب دیا تھا۔ نورالصبح کے بارے میں عاشی نے استفسار کیا تو وہ مختصراً بولا۔

"ٹھیک ہیں۔"

"ٹھیک کیوں نہ ہوگی۔ آپ جیسا ڈیشنگ اور ہینڈسم پارٹنر ملے تو بندہ ٹھیک ہی رہتا ہے۔" اس کے لہجے میں رشک تھا۔

☼ ☼ ☼

موسم بڑا آفت ہو رہا تھا۔ چھم چھم بارش برس رہی تھی۔ نورالصبح لان میں بیٹھی کتنی دیر سے بھیگ رہی تھی۔

"خوشیاں مجھ سے کیوں روٹھ گئی ہیں۔ ابو ناراض ہیں۔ امی پلٹ کر نہیں آئیں۔ کسی کو میرا خیال نہیں آیا۔ وہ لوگ اپنے تئیں مجھے فراموش کر چکے ہیں۔ کسی کو مجھ سے محبت نہیں ہے ایسی ناپسندیدہ زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ میں۔"

سنگِ مرمر کی بینچ پہ سر ہارتے ہوئے اس پہ جنون سا طاری ہو گیا۔ راحیل ٹیرس پہ کھڑا کتنی دیر سے کھوئی کھوئی نورالصبح کو دیکھ رہا تھا یکدم بھاگ کر نیچے اترا۔

"کیوں کر رہی ہیں آپ ایسا۔ اگر آپ کو کچھ ہوا تو آپ کے پیرنٹس مجھ پہ شاید مقدمہ کر دیں۔ آپ کو اگر مرنے کا شوق ہے تو میرے گھر سے باہر جا کر یہ شوق پورا کریں۔ میں اپنا ریوالور لا دیتا ہوں۔"

"چھوڑیں مجھے۔" اس نے راحیل کے گھیرے کو توڑنے کی کوشش کی۔

"دیکھیں محترمہ! مجھے جیل کی ہوا کھانے کا شوق نہیں ہے اور آپ کے والد محترم تو قتلِ عمد کا کیس بنوا دیں گے مجھ پہ۔" راحیل اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔

بارش کا پانی دونوں کو شرابور کر گیا تھا۔ نورالصبح کی پیشانی پہ نشان سا بن گیا تھا۔

"اندر چلیں یہاں کچھ لگائیں۔" راحیل نے اس کی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ کو کیا تکلیف ہے؟"

"ہے ناں تکلیف ہم آپ کو سلامت واپس کرنا چاہتے ہیں۔"

وہ الجھ سی گئی۔ بار بار اس کے گھر والوں کا حوالہ کیوں دے رہا تھا۔ جانے کیا بات تھی۔

☼ ☼ ☼

ملازم کی معیت میں وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ فاریہ اس کی آمد کا سنتے ہی کمرے سے نکل آئیں، ان کے ساتھ عثمان احمد تھے۔

"تم!" وہ بھی اسے بمشکل پہچان پائے۔

راحیل نے مہذب انداز میں سلام کیا انہوں نے ناراضی سے جواب دیا۔ راحیل نورالصبح کی رام کہانی سنانے لگا۔

وہ پہلو بدلنے لگے بغیر کسی قصور کے انہوں نے اپنی لاڈلی بیٹی کو اتنی بڑی سزا دی تھی۔ احساسِ پشیمانی ہونے لگا۔ ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ دم خم تو ان کا بہت پہلے نکل چکا تھا۔ رہی سہی کسر راحیل کی آمد اور معافی تلافی نے پوری کر دی تھی۔

"مجھے فوراً" میری بیٹی کے پاس لے چلو۔" ان کی حالت قابلِ رحم تھی۔ نورالصبح کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس کے پیارے اس کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ بھاگ کر دونوں سے آ لگی۔

جذبات کا طوفان ذرا تھما تو تزئین اور طاہر سے ملاقات ہوئی۔

"عثمان بھائی! نور جیسی فرمانبردار بیٹی کسی کسی کو ملتی ہے۔ ان چھ سات ماہ میں ہم تو اس کے عادی ہو گئے ہیں۔" تزئین سچائی سے تعریف کر رہی تھیں۔

"یہ اسی طرح ہے جیسی آپ کے گھر سے آئی تھی۔ اس کی ضد تھی کہ آپ کی رضامندی اور موجودگی کے بغیر وہ ہر خوشی خود پہ حرام تصور کرتی ہے۔" تزئین نے مزید بتایا۔

شکوے شکایتوں کا لمبا دور چلا اور راحیل کا ذکر بھی آیا۔

"بھئی! یہ نئی نسل بہت باہمت ہے اگر راحیل حوصلہ نہ کرتا تو جانے کب تک میں اپنی بیٹی کو سولی پہ

لٹکائے رکھتا۔" عثمان بہت متاسف تھے۔

"ہم بہت جلد اپنی بیٹی کو لینے آئیں گے۔" طاہر محبت سے بولے اور نور الصبح کا سر تھپکا۔

"بیٹھو بیٹا!" عثمان نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ منتظر نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ بہت دیر بعد وہ گویا ہوئے۔

"میں ماضی میں نہیں جانا چاہتا' بس یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب تمہاری ماں نے میری رضامندی کے بغیر تمہارا نکاح کر دیا تو مجھے بہت غصہ آیا دوسرے راحیل کی عادات کے بارے میں' میں نے جو سنا تھا اس نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ راحیل سے کبھی میری بات چیت نہیں ہوئی۔ میں نے کبھی اسے درخور اعتناء نہیں سمجھا۔ اس ناخوشگوار واقعے کے بعد پہلی بار راحیل سے میری واقعی ملاقات ہوئی مجھے یہ کہنے میں عار نہیں کہ اس کے ظاہری حلیے سے لے کر اس کے اندر تک تبدیلی آئی ہے۔ میرے خیال میں وہ شخص بہتر ہے' جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو اور وہ بہترین ہے جسے گناہ کے بعد توبہ کی توفیق حاصل ہوئی ہو' کیونکہ تائب ہونے والے شخص نے معافی کی لذت چکھی ہے۔ نادم ہونے والے کو اللہ بھی پسند کرتا ہے۔ راحیل میں کچھ بگاڑ ماحول کی وجہ سے ہے اور عورت کے پاس نیکی' مستقل مزاجی اور محبت کے ہتھیار ہوں تو وہ بگڑے سے بگڑے مرد کو راہ راست پہ لا سکتی ہے اور میری بیٹی میں یہ سب خصوصیات ہیں۔ مجھے امید ہے تمہیں دستور کے مطابق اس گھر سے رخصتی پہ اعتراض نہ ہوگا۔ تم راحیل کو سنبھلنے کا موقع دو۔ اسے اپنے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کرنا' کیونکہ وہ تبدیلی کے عمل سے گزر رہا ہے۔ اس کا تمام تر کریڈٹ تمہیں جاتا ہے۔"

وہ سر جھکائے ان کی باتیں خاموشی سے سنتی رہی' کسی بات کو بھی جھٹلانے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔

✡ ✡ ✡

"ساری بری تیار ہے۔ سونے کے چھ سیٹ کا آرڈر میں جیولر کو دے آئی ہوں' تین سیٹ پتھر کے ہوں گے۔ ایک ڈائمنڈ کا لے لیں گے۔ بعد میں نور الصبح اپنی مرضی سے لیتی رہے گی۔ برائیڈل ڈریس اسی کی پسند سے لیں گے کیوں بھئی راحیل! تم بتاؤ ڈریس کس کلر کا ہو۔"

تزئین نے طاہر کو تفصیل بتاتے ہوئے باہر جاتے راحیل کو بھی روک لیا۔ وہ بندھے بندھے انداز میں بیٹھ گیا۔

"کون سا ڈریس کس کلر کا ہونا چاہیے؟" وہ حیران تھا۔

"چھوڑو بیگم! اسے کیا پتا لڑکیوں کے ٹیسٹ کا۔ نور الصبح کو لے جانا۔ خود اپنی پسند سے لے لے گی۔ بیگم! تم بھی تو حد ہو۔

ہمارے پاس صرف ایک ماہ ہے اس میں ہی سب تیاری کرنا ہے۔" طاہر نے اس سے کہا۔

"میں فی الحال تیار نہیں ہوں۔" راحیل کا جواب حیرت زدہ کرنے والا تھا۔

"کہاں تو مرے جاتے تھے اور اب فرماتے ہیں۔ ابھی میں تیار نہیں ہوں' اس مئی میں پورے ستائیس سال کے ہو گئے ہو۔ کب تیار ہو گے آخر۔" تزئین نے اسے اچھا خاصا جھاڑ ڈالا۔

"آپ نہیں سمجھ سکیں گے۔ میں بزی ہوں۔"

"تم حواسوں میں ہو؟" طاہر کو غصہ آگیا۔

"جی بالکل۔" راحیل کا اطمینان انہیں سلگا گیا۔ پھر وہ جواب دے کر منظر سے ہٹ گیا۔

وہ دونوں متفکر سے ہو گئے۔

مزید باز پرس کی نوبت ہی نہ آئی کہ وہ انگلینڈ چلا گیا تھا جہاں پاکستانی پروموٹرز اس کا شو ارینج کرنے میں دلچسپی لے رہے تھے۔ طاہر نے عثمان کو بہت شرمندگی سے اس کی اچانک روانگی کا بتایا۔

نور الصبح کو عجیب سا احساس ہوا جسے وہ کوئی معنی پہنانے سے قاصر تھی۔ عاشی بھی کھٹک گئی تھی۔

"یار! کیا چکر ہے' یہ راحیل ایک دم انگلینڈ چلا گیا ہے۔ تزئین آنٹی کے رویے سے لگ رہا ہے جیسے وہ

...چھپا رہی ہوں۔" عاشی نے ایک سانس میں کئی ...چھوڑ ڈالے تو وہ بیزار ہو گئی۔

"...ے کیا پتا۔ موصوف انگلینڈ کیوں چلے گئے ہیں۔ ...دنوں لگتا ہے جیسے وہ انتقام لے رہا ہے۔ وہ ناقابل ...حد تک خود پسند ہے۔ اس نے ابو کو پہلے ...یا اور مجھے بہانوں نخرے دکھانے والی لڑکی کہا۔ میں ...برداشت کرتی رہی اس کی بدتمیزیوں اور بے ...کو بھی یہاں تک کہ..."

...وہ بولتے بولتے رک گئی۔

"مجھے معلوم ہے تم کیا کہنا چاہ رہی ہو۔ راحیل کی تم ...ے بے پناہ دلچسپی اور بے قراری ڈھکی چھپی نہیں ...کوئی ایسی ویسی بات تو نہیں ہے۔"

عاشی نے ایسی ویسی بات اس طریقے سے کہا کہ ...وقت گھبراہٹ و غصے نے اسے آ لیا۔

"...غلطی نہیں۔" وہ سر جھٹک کر بولی۔

...کچھ دنوں سے راحیل کے لیے اس کے خیالات ...تبدیلی آئی تھی۔ اور اب جب وہ عین شادی کے ...میں انگلینڈ جا بیٹھا تو اس حرکت پہ وہ پھر بدگمان ...کیونکہ اسے یقین تھا راحیل نے اسے نیچا دکھانے ...لیے یہ سب کیا ہے۔ تو عرب امارات سے آنے کے ...راحیل میں جو تبدیلی آئی تھی تو اس کے دل میں ...نرم سا گوشہ پیدا ہو گیا تھا وہ اس کے آئیڈیل کے ...میں ڈھلتا جا رہا تھا' پھر اب اس کے تمام ...ات زندہ ہو گئے تھے۔ وہ پہلے سے بھی بڑھ کر ...کی محسوس کر رہی تھی کیونکہ سب آج کل ایک ...سوال کر رہے تھے۔ "راحیل کب آئے گا؟"

✡ ✡ ✡

راحیل ولا میں قیام کے دوران نور الصبح نے اس کا ...امتحان لیا تھا پھر اب وہ مزید امتحان کا متحمل نہیں ...سکتا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لیے اس گھر میں آ رہی تھی' ...وقت اس کے قریب' وہ بھلا کیسے اس کی بے اعتنائی ...پائے گا۔ پہلے پہل راحیل نے خود کو بڑا بہلایا کہ ...نور الصبح سے کوئی محبت نہیں ہے صرف وقتی کشش ہے پھر آہستہ آہستہ وقت گزرنے پہ احساس ہوا کہ اسے واقعی سچ مچ محبت ہو گئی ہے۔ خاص طور پہ اس وقت جب نور الصبح نے اس سے کہا تھا کہ میں گھر سے آیۃ الکرسی کا حصار باندھ کر نکلتی ہوں۔ شیطان میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس دن اس کے اندر کا شیطان ہمیشہ کے لیے مر گیا تھا اس نے فون پہ عاشی اور نور الصبح کی گفتگو سنی تھی۔ اس نے کہا تھا۔

"مرد جب شادی کے لیے لڑکی پسند کرتا ہے تو اس کی پہلی شرط یہی ہوتی ہے کہ لڑکی ان چھوئی ہو' باعصمت ہو' کسی کی پرچھائی تک اس پہ نہ پڑی ہو' کسی آلودہ نگاہ نے اس کا گھیراؤ نہ کیا ہو۔ اس نے کسی سے دل نہ لگایا ہو' (بھلے مرد نے سینکڑوں دل توڑے ہوں) کیا عزت و عصمت اور حیا صرف عورت کی میراث ہے۔ مرد جب ان خوبیوں کی حامل لڑکی کو پسند کرتا ہے تو عورت کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے لیے باکردار شریف اور مضبوط مرد کی ڈیمانڈ کرے۔ جب لڑکی ان شرائط پہ پوری نہ اترے تو اسے ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اگر وہ بے قصور بھی ہو تو تب بھی اکثر کیسز میں اسے ناپسند کیا جاتا ہے۔ اور یہاں تو بات صاف ہے' شک کی گنجائش نہیں ہے۔ میں اپنے لیے مضبوط' باکردار مرد چاہتی ہوں' جس پہ کسی غیر عورت کا سایہ تک نہ پڑا ہو' پھر عاشی! میں ایسا کیوں نہیں کر سکتی مجھے یہ حق کیوں نہیں ہے کہ میں ایک ایسے مرد کو ٹھکرا سکوں جو میری پسند کے معیار پہ پورا نہ اترتا ہو۔ راحیل کردار کا ہلکا ہے۔ تھرڈ کلاس لڑکیوں کے ساتھ آئے روز اس کے اسکینڈل چھپتے ہیں۔ کبھی کوئی لڑکی گلے کا ہار بنی ہوتی ہے اور کبھی کوئی ڈانسنگ فلور پہ اس کے قدم سے قدم ملائے اسٹیپ لے رہی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود وہ اخلاق باختہ شخص یوں سر اٹھائے چلتا ہے کہ جیسے اس سے بڑھ کر باکردار کوئی نہیں ہے۔ اپنے دامن پہ پڑے چھینٹے نہیں دیکھتا ہے اور چاند مانگتا ہے۔"

اسے یہ گفتگو سن کر پسینہ آگیا تھا۔ وہ لی سنی قاریہ' عثمان سے وہ ملا تھا وہ ایسے سخت اور بااصول نہیں تھے۔ اسے مما کی بات یاد آئی جو انہوں نے نور الصبح کے گھر

سے آنے کے بعد پہلی بار کہی تھی۔ وہ اپنے اصولوں میں بہت سخت کنزرویٹو ہے۔

اس وقت اس نے کتنے آرام سے کہہ دیا تھا کہ مجھے فرق نہیں پڑتا ہے۔ یہ تو بعد میں پتا چلا تھا کہ اسے فرق پڑتا ہے اور سب کچھ ویسا نہیں ہے۔ وہ اتنا عرصہ خود فریبی کا شکار رہا کہ نور الصبح اسے قبول کرلے گی۔ اس کے پاس دولت' عزت' شہرت ہے۔ سہولیات کی فراوانی ہے وہ اعلا تعلیم یافتہ ہے' اس کا اپنا ایک خاندانی بیک گراؤنڈ ہے۔ وہ جدی پشتی رئیس ہے اس کے پاس ظاہری وجاہت ہے۔ نازنینوں کی نگاہیں اسے سراہتی ہیں۔ خود نور الصبح کے پاس کیا ہے۔ اس کا خاندان ان کے ہم پلہ نہیں ہے پھر وہ کس بات پہ اکڑ رہی ہے۔ وہ فطری مردانہ خود سری سے سوچ رہا تھا۔ وہ ہوتی کون ہے شرائط لگانے والی۔ ٹھکرانے والی' ڈیمانڈ کرنے والی۔ وہ خود سے بہت لڑا لیکن اس کے جانے کے بعد دل خالی ہو گیا تھا۔ وہ عزت سے واپس گئی اب اس کا دل خالی خالی سا تھا۔ وہ بظاہر خود سر بنا ہوا تھا۔ مگر اندر سے شکست تسلیم کر چکا تھا۔

وہ نور الصبح سے ہار چکا ہے پھر اب وہ مزید اس کی بے رخی نہیں سہ سکتا تھا۔ گھر سے فون پہ فون آرہے تھے کہ واپس آؤ' وہ تذبذب کا شکار تھا۔

رات عاشی کا فون آیا۔ نور الصبح کی طرح وہ بھی غلط فہمی کا شکار تھی کہ راحیل انتقاماً" ایسا کر رہا ہے۔ اس نے تردید کرنے کی کوشش نہیں کی۔

☼ ☼ ☼

بازار میں گھوم گھوم کے دونوں کا حشر ہو چکا تھا۔ نور الصبح کو تو اچھی خاصی بھوک لگ رہی تھی' عاشی نے اپنے پسندیدہ ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی روکی اور دونوں اندر آئیں۔ سب سے پہلے عاشی کی نگاہ راحیل پہ پڑی۔ وہ اکیلا بیٹھا تھا۔ عاشی تو دھڑلے سے بیٹھ گئی وہ کھڑی میز کی چکنی سطح کو گھورتی رہی۔ عاشی نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا۔

یہ ایک مہنگا اور معیاری ریسٹورنٹ تھا۔ راحیل اکثر یہاں آتا تھا' یہاں لوگ اسے پہچان کر بھیڑ لگاتے تھے۔ وہ آرڈر دے کر انتظار کر رہا تھا۔

"انگلینڈ سے کب واپسی ہوئی۔"

"تھوڑے دن ہی ہوئے ہیں۔ آپ سنائیں' ہیں۔" اس نے نور الصبح کو نظرانداز کر دیا۔

"میں ٹھیک ہوں' پڑوسیوں سے ہیلو ہائے کرلیں۔" اس نے ناگوار انداز میں کندھے جھٹکے۔

"میری خیریت کوئی نہ ہی پوچھے تو بہتر ہے۔" اس کا لہجہ بہت ترش تھا۔

"بی ہیو یور سیلف۔ یہ کوئی طریقہ ہے بات کرنے کا۔"

"میں جانتی ہوں کس سے کس طرح پیش آنا چاہیے یہ جھوٹا اور بے ایمان شخص اس کے اسی طرح پیش آنا چاہیے۔ خود کو شہنشاہ سمجھتا ہے۔"

"تم نے کس بنا پر مجھے جھوٹا اور بے ایمان کہا؟"

راحیل کو جیسے کسی نے جلتی بھٹی میں ڈال دیا۔ غصیلی آواز میں غرایا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں جا رہی ہوں' تم بیٹھو۔" وہ تیز تیز چلتی دروازے سے باہر آگئی۔

"یہ سب کیا ہے راحیل؟" عاشی اسے دیکھ کر رہ گئی۔

راحیل کے لبوں پہ ایک دل گرفتہ سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

نور الصبح بغیر بتائے راحیل کے کنسرٹ میں چلی گئی تھی۔ نہ جانے اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔

اس کے نئے ریلیز ہونے والے البم اجنبی میں تمام گانے میلوڈیس اور کانوں کو بھلے لگنے والے تھے۔ پہلے عاشی کے مجبور کرنے پہ نور الصبح جب راحیل کے کنسرٹ میں گئی۔ تو دونوں مرتبہ اس کا دھیان کہیں اور تھا مگر وہ واقعی راحیل کو دیکھ اور سن رہی تھی۔

کب تک آخر ہم سے اپنے دل کا بھید چھپاؤ گے
تمہیں راہ پہ اک دن آنا ہے تم راہ پہ آہی جاؤ گے

کیوں چرا اترا اترا ہے' کیوں الجھی الجھی سی ہیں آنکھیں
سنو عشق 'ایک حقیقت ہے' تم کب تک اسے جھٹلاؤ گی
سب رنگ تمہارے جانتا ہوں' میں خوب تمہیں پہچانتا ہوں
کہو کب تک پاس نہ آؤ گی' کہو کب تک آنکھ چراؤ گی

وہ بڑے موڈ اور ترنم میں گا رہا تھا ایک دو بار اس کی نظر اتفاقاً "نور الصبح" پہ پڑی تو وہ گھبرا گئی کہ کہیں اس نے اس کے دل کا چور تو نہیں پکڑ لیا ہے۔

یہ سروقتی' گشتر بدنی' گل پیر ہنی' گوہر سخنی
سب حسن تمہارا بے قیمت گر ہم سے داد نہ پاؤ گی

وہ اسٹیج سے اتر کر شائقین کے درمیان آگیا۔ نور الصبح نے چہرہ جھکا لیا کہ راحیل اسے نہ دیکھ سکے۔

چلو آؤ ابھی تم ہم مل بیٹھیں اور نئے سفر کا عہد کریں
ہم کب تک عمر گنوائیں گے' تم کب تک بات بڑھاؤ گی

"مانئے سفر کا عہد کیسے ہو سکتا ہے تم نے تو مجھے اشتہار بنا دیا ہے۔" وہ دل میں بولی۔

پروگرام ختم ہونے کے بعد راحیل ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ وہ ہمت جمع کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسٹیج کے پیچھے بنے ڈریسنگ روم کے سامنے رک گئی۔ اندر سے نسوانی ہنسی کی آواز آرہی تھی۔ وہ دبے پاؤں اندر داخل ہو گئی۔ راحیل نے مڑ کر اس کو دیکھا اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی۔

"او تو یہ ہے وجہ شادی سے کترانے کی۔ آپ کا سیکرٹ لوافیئر بھلا پرانی عادتیں کب چھٹتی ہیں۔"

وہ چبا چبا کر بولی تو راحیل کے ساتھ بیٹھی مسز نظام غصے میں آگئیں۔ وہ اور ان کے شوہر اس پروگرام کے آرگنائزر تھے۔ نظام صاحب بھی شور سن کر اندر آگئے۔ مسز نظام راحیل سے کم از کم دس برس بڑی تھیں۔ نور الصبح نے تو حد کر دی تھی وہ اپنے بھاری بھرکم سراپے کو سمیٹ کر بمشکل اٹھیں۔

"تم نے یہ بے ہودہ بات کی کیسے؟" وہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔

"راحیل! یہ کون ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"اسے یہاں سے نکالو۔"

"سن لیا' آپ جائیں۔ آئی سے گیٹ کو"

راحیل کے انداز سے لگ رہا تھا وہ اسے دھکے دے کر نکال دے گا۔ وہ آنسو بھری آنکھوں کو مسلتی لڑکھڑاتے قدموں سے باہر آ گئی۔

"مسز نظام! میں ابھی آرہا ہوں۔" راحیل بھاگتا ادھر ادھر دیکھتا اس کے پیچھے لپکا۔ اسے بے آرہی تھی نور الصبح کے الزام پر اس نے مسز نظام گوشت کے اس پہاڑ کو اس کا خفیہ معاشقہ کہا تھا بازو پکڑ کر گاڑی کا اس بٹھایا۔ وہ بہت رش ڈرائیو کر رہا تھا۔ گاڑی سیدھی راحیل ولا کے طویل ڈرائیو وے پر جا رکی۔

"نیچے اترنے کی زحمت گوارا کریں گی آپ؟" اس نے جانے طنزاً کہا یا رحمل۔ "وہ جان نہ سکی" بہر حال گاڑی سے اتر آئی۔

راحیل اسے ڈرائینگ روم میں لے آیا۔

"سکینہ! پہلے انہیں ٹھنڈا پانی دو۔" سکینہ ابھی قدموں لوٹ گئی اس کے پانی لے کر آنے کے بعد راحیل نے دروازہ بند کر دیا۔

"اب آپ نے مجھے کوئی نیا الزام دینا ہے تو دیں۔ میں تیار ہوں۔ آپ نے تو مسز نظام تک کے ساتھ مجھے انوالو کرنے سے نہیں بخشا میں آپ کو اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا نور الصبح! آپ اسم بامسمیٰ ہیں' میں آپ کو دیکھتا ہوں تو سر اٹھانا پڑتا ہے۔ آپ بہت بلندی پہ نظر آتی ہیں۔ شروع شروع میں میرا ارادہ جسٹ فار انجوائے منٹ تھا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مجھے پتا چلا کہ مجھے آپ جیسی بااصول اور سخت لڑکی سے محبت ہو گئی ہے۔ نور الصبح ایک بار آپ نے کہا تھا کہ شیطان مجھے نہیں ورغلا کر سکتا۔ آپ کے اس فقرے نے میرے دل کی دنیا زیرو زبر کر دیا۔ میں کوشش کے باوجود آپ کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکا۔ بعد میں میرے خیالات بدل گئے ہیں۔ آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ میں انتقاماً شادی سے بچ رہا ہوں۔ بلکہ میں تو آپ کی نفرت سے بچ رہا ہوں۔ نور الصبح! آپ کی مرضی کے بغیر میں اب آپ کو چھو تک نہیں سکتا۔ جب کہ اگر ایک چیز رسائی میں ہو تو اسے چھونے کو' پانے کو دل مچلتا ہے۔ میں دل کو کیسے بہلاتا۔ اس لیے انگلینڈ چلا گیا کہ یہ معاملہ دب جائے۔"

وہ بولتے بولتے رکا۔ ادھر نور الصبح کی نگاہیں راحیل کے انکشافات پہ حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں' کیا واقعی یہ راحیل ہے' یہ اس کے خیالات ہیں یہ کیا انقلاب آگیا ہے راحیل اور یہ الفاظ۔ کہاں گئیں وہ بے باکیاں اور من مانیاں۔ یہ تو بڑا شکست خوردہ انداز تھا ہارے ہوئے لٹے پٹے مسافر کا۔

"میں آپ کو چھوڑ آؤں۔ میں صرف یہاں غلط فہمیاں دور کرنے لایا تھا آپ کو' تاکہ آپ میرے لیے اور غلط نہ سوچیں۔" وہ بے پناہ سنجیدہ اور یاسیت کا شکار لگ رہا تھا۔

"میں جا تو رہی ہوں مگر یہ بتائیں کہ مجھے لینے کب آئیں گے۔" یہ الفاظ کہنے کے لیے اسے بہت ساری طاقت جمع کرنا پڑی۔

"کیا۔۔؟" راحیل کی آواز بہت بلند تھی۔

"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟" وہ نگاہیں چرا گئی۔

"آپ اور کیا سننا چاہتے ہیں۔"

"یہی کہ مسز نظام میرا سیکرٹ لوافیئر ہیں۔" وہ یکدم ہلکا پھلکا ہو گیا اتنے دنوں کی یاسیت اور پژمردگی کہیں دور بھاگ گئی۔

"او گاڈ مسز نظام اور میں!" وہ ہنسنے لگا۔ اور اس نے نگاہیں چرا لیں۔

دل میں کتنے عہد باندھے تھے اسے بھلانے کے لیے
وہ بے وفا جب سامنے آیا سارے ارادے توڑنا اچھا لگا

"ہاں نور الصبح! میں آپ کو کبھی بھی نہیں بھلا سکا۔" وہ سچائی سے بولا تو اس نے پہلی بار اسے نرم نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔

"اگلے فرائی ڈے کو مما پپا آپ کے گھر آئیں گے۔ کاش آج ہی وہ اسلام آباد سے آجاتے کیونکہ فرائی ڈے تو بہت دور ہے۔" اس کا لہجہ رنگ بدلنے لگا۔

"نور الصبح آپ کو بھولنے کی تو اچھی خاصی پریکٹس ہے مگر۔"

وہ معنی خیز انداز میں ہنسا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے کہ آپ کو وہ نظم یاد ہے۔" وہ پٹڑی سے اترنے لگا۔ اب اس کی نگاہوں میں واضح استحقاق اور شوخ جسارت کی دھمکی تھی۔ پہلی بار زندگی میں پہلی بار۔ نور الصبح کو اس کا استحقاق سے دیکھنا اچھا لگا۔ وہ سرخ ہو گئی۔

"میں اب چلوں گی۔"

وہ بااعتماد انداز میں قدم اٹھاتا اس کے ساتھ باہر آگیا۔

"نور الصبح! میری مٹھی میں امید کے بہت سارے جگنو ہیں۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

"بس ایک بات مجھے ڈسٹرب کرتی ہے کہ کہیں آپ مجبوری کے عالم میں تو نہیں ایسا کر رہی ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو مجھے یقین دلا دیں کہ امیدوں کے' محبتوں کے سفر میں آپ بھی میرے ہمراہ ہیں۔"

وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ اسٹیئرنگ وہیل پہ دھرے اس کے ہاتھوں کو۔

نور الصبح نے ایک نگاہ دیکھا اور پھر بنا کسی خوف کے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں پہ رکھ دیے' اس کے لمس میں اپنائیت اور یقین تھا وہ آسودہ سا ہو گیا۔ واپسی کا سفر شروع ہو چکا تھا' اس سفر کے اختتام پہ ایک چمکیلی خوشگوار صبح ان کی راہ دیکھ رہی تھی جو اب زیادہ دور نہیں تھی۔